ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
6تا12 ستمبر 2001ء

☆ چھٹتی نہیں ہے منہ سے یہ کافر لگی ہوئی (اداریہ)
☆ امریکی پابندیاں اور ہماری وزارت خارجہ (تجزیہ)
☆ غلبہ دین حق کی جدوجہد مرد وخواتین سب پر لازم ہے (گوشہ خواتین)

جہاد بالقرآن —— وقت کی اہم ضرورت!

"...... نبی اکرم ﷺ نے فریضہ رسالت کی ادائیگی اور غلبہ واقامت دین کے مشن کے لئے جو بے مثال جدوجہد کی اسے دو عنوانات کے تحت تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ آپؐ نے مسلسل بارہ برس مکے میں قرآن کے ساتھ جہاد کیا اور پھر دس برس مدینے میں یہ جہاد تلوار کے ساتھ ہوا! —— یہ دو ہی تو جہاد ہیں جو محمد عربی ﷺ کے جہادِ زندگانی میں سب سے نمایاں ہیں۔ ایک کا عنوان جہاد بالقرآن ہے جو بارہ یا تیرہ برس مکے میں ہوا کہ جس میں شمشیر قرآنی کے سوا اور کوئی دوسری شمشیر نبی اکرم ﷺ اور مسلمانوں کے ہاتھ میں نظر نہیں آتی اور دوسرا جہادِ بالسیف ہے جس کا آغاز ہجرت کے بعد ہوا اور جو آپؐ کی حیاتِ طیبہ کے آخری سانس تک جاری رہا۔ یہ بات نوٹ کیجئے کہ جہاد بالسیف کے لئے جو طاقت درکار ہوتی ہے' فدائین کی جو جمعیت اور سرفروشوں کی جو جماعت درکار ہوتی ہے' وہ کہاں سے آئے گی؟ —— یہ سرفروش جہاد بالقرآن کے نتیجے میں فراہم ہوں گے۔ قرآن حکیم اگر انہیں مسخر کر لے اور ان کے اندر سرایت کر جائے تو یہی لوگ ہیں جو باطل کے مقابلے میں بنیان مرصوص ثابت ہوں گے اور باطل نظام کو الٹ کر رکھ دیں گے

چوں بجاں در رفت جہاں دیگر شود   جاں چو دیگر شد جہاں دیگر شود

اس اعتبار سے جہاد بالقرآن گویا جہاد بالسیف سے اہم تر ہے۔ اس لئے کہ پہلی منزل اہم تر ہوتی ہے۔ پہلی منزل موجود ہوگی تو اس کے اوپر دوسری منزل کی تعمیر ممکن ہوگی۔ جہاد بالقرآن ہوگا تو جہاد بالسیف کا امکان ہوگا!"

(امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کی کتاب "قرآن حکیم کی قوت تسخیر" سے ایک اقتباس)

The US is now clearly building towards some military action against the Taliban government. Apparently, it is a "Get Osama" adventure. Whereas in reality it is the undeclared "counter Islam" mission in the almost widely accepted garb of a "Get the Taliban" policy. UN, European allies, the so-called Northern Alliance, Tajikistan, paid religious agents from Pakistan, secular writers and Pakistani government are the main actors effectively playing their role in the US game. The objective of placing UN Monitors in Pakistan is not to monitor enforcement of the sanctions alone - but to play a wider role on the pattern of UNSCOM and also to create internal rifts within Pakistan over the issue -- a policy of killing many birds with one stone.

(Article on page 16)

ڈاکٹر اسرار احمد

سورۃ البقرہ (۳۴)

﴿وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّىْ جَاعِلٌ فِى الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ؕ قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ؕ قَالَ اِنِّىْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝﴾ (آیت : ۳۰)

''اور یاد کرو جب تمہارے ربّ نے فرشتوں سے کہا تھا کہ میں زمین پر اپنا ایک نائب بنانے والا ہوں۔ (فرشتوں نے) کہا' کیا تو اس کو مقرر کرے گا جو اس میں فساد برپا کرے گا اور خون بہائے گا' حالانکہ ہم تیری حمد وثنا کے ساتھ تسبیح کرتے رہتے ہیں اور یاد کرتے ہیں تیری پاک ذات کو۔ (اللہ نے) فرمایا' میں جانتا ہوں ان باتوں کو کہ جو تم نہیں جانتے۔''

تیسرے رکوع میں توحید' رسالت اور معاد کے حوالے سے قرآن مجید کی بنیادی دعوت کا تذکرہ کیا گیا تھا۔ چوتھے رکوع میں اس کائنات میں انسان کے مرتبہ ومقام کا ذکر ہے۔ قرآن حکیم کے فلسفہ وحکمت کے ضمن میں یہ نہایت اہم موضوع ہے۔ عہد حاضر کا سب سے بڑا افلاس یہ ہے کہ انسان اپنی عظمت اور اپنے مقام بلند سے مستعفی ہو کر محض ایک ارتقاء یافتہ حیوان کے درجے پر آ گیا ہے جبکہ کلام الٰہی کی رو سے اس کائنات میں انسان کی حیثیت اللہ تعالیٰ کے نائب کی ہے جو کہ تمام مخلوقات میں سب سے اونچا رتبہ ہے۔

زیر درس آیت میں قصہ آدم وابلیس کا ذکر مصحف کی ترتیب کے اعتبار سے اگرچہ پہلی مرتبہ ہو رہا ہے لیکن قرآن مجید کی نزولی ترتیب کو سامنے رکھا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ یہ واقعہ چھ مرتبہ پہلے بھی بیان ہو چکا ہے۔ زیر نظر آیت کے مطابق جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو یہ بتایا کہ وہ زمین میں اپنے خلیفہ کا تقرر کرنے لگا ہے تو انہوں نے اس اندیشے کا اظہار کیا کہ یہ زمین کے انتظام میں بگاڑ پیدا کرے گا اور خوں ریزی کا سبب بنے گا۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ فرشتوں کو یہ سب کچھ کیسے معلوم ہوا! اس کی وضاحت دو حوالوں سے کی جا سکتی ہے۔ ایک تو یہ کہ جب کسی کو اہم منصب پر فائز کیا جاتا ہے تو لازمی طور پر اسے کچھ نہ کچھ اختیارات بھی دیئے جاتے ہیں۔ اختیار ایک دو دھاری تلوار کی مانند ہوتا ہے جسے ایک طرف اگر اپنے فرائض منصبی کی ادائیگی کے لئے مثبت طور پر بروئے کار لایا جا سکتا ہے تو دوسری جانب اس کے غلط استعمال کے امکان کو کلی طور پر رد بھی نہیں کیا جا سکتا۔ دوسری رائے یہ ہے کہ حضرت آدمؑ کی تخلیق مادی سے پہلے جنات پیدا کئے جا چکے تھے' جو فتنہ وفساد اور خون ریزی میں ملوث ہوئے تھے۔ چنانچہ فرشتوں نے اسی سے قیاس کرتے ہوئے انسان کے بارے میں بھی ایسی ہی رائے کا اظہار کر دیا۔

دراصل ملائکہ خلیفۃ اللہ کے مقصد تخلیق کو سمجھنے سے قاصر تھے اور ان کا فہم وادراک اس امر کا احاطہ نہیں کر پا رہا تھا کہ جب ہم اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء اور تقدیس کرنے اور اس کے احکام کی تنفیذ کے لئے دل وجان سے ہر آن حاضر وموجود ہیں تو پھر ایک نئی مخلوق کیوں پیدا کی جا رہی ہے۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کی کاملیت کا ذکر کیا کہ اس کی مصلحت کو صرف وہی جانتا ہے۔ اس ضمن میں قرآن وحدیث کے مختلف مقامات سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ انسان کو اس لئے پیدا کیا گیا کہ وہ غیب میں رہتے ہوئے بھی اپنے خالق کو پہچانے۔ مزید یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی معرفت کے حصول کے لئے کوشاں رہے' اسی سے محبت کرے اور اس کی راہ میں ایثار وقربانی کے لئے خود کو ہمہ وقت تیار رکھے!

فرمانِ نبویؐ

چوہدری رحمت اللہ بٹر

دعوتِ دین کی راہ میں تکلیف اور اس کا حل

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((اِذَا اَصَابَ اَحَدُکُمْ مُصِیْبَۃٌ فَلْیَذْکُرْ مُصِیْبَتَہٗ بِیْ فَاِنَّھَا اَعْظَمُ الْمَصَائِبِ)) [رواہ ابن ماجہ]

''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اے مسلمانو! اگر (دعوت دین کی راہ میں) تمہیں کوئی تکلیف پہنچے تو میری مصیبت کو یاد کر لینا کیونکہ میری مصیبتیں بہت بڑی ہیں۔''

حقیقت یہ ہے کہ آج امتیوں کو نبی اکرم ﷺ کا مرتبہ اور آپؐ کی امت کی فضیلت تو خوب یاد ہے اور اس کا دم بھرنے سے بھی فرصت نہیں ملتی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کو بھی بالعموم نظر انداز کر دیا جاتا ہے لیکن آپؐ کو یہ مرتبہ کیسے ملا اور وہ کون سی ذمہ داریاں ہیں جو امتیوں کی فضیلت کی بنیاد ہیں' یہ سب بھول چکے ہیں۔ قرآن مجید یہی حال پہلی امت یعنی اہل کتاب کے بارے میں بھی بیان کرتا ہے کہ وہ بھی اپنے انبیاء کو اور خود کو اللہ کے چہیتے تو سمجھتے تھے لیکن جو فرائض اور ذمہ داری اللہ کے انبیاء اور ان کی کتاب میں ان کے لئے معین کی تھی اس سے بالکل تہی دامن تھے۔ آج بہت سے مسلمان اللہ کے دین پر عمل پیرا ہونے اور دعوت کے کام کی مشکلات کو برداشت کرنے کے لئے اس لئے تیار نہیں ہوتے کہ ان کے پاس تو اپنے اور اپنے بچوں کا پیٹ پالنے کے لئے وسائل نہیں ہیں' وہ یہ کام کیسے کریں۔ لیکن اگر انہیں سیرت النبی ﷺ کا کچھ بھی علم ہو تو یہ بات کبھی نہ کہہ سکیں۔ ان کے رسول مقبول ﷺ نے باوجود اللہ کے محبوب ہونے کے وہ ساری سختیاں' فاقے اور مصائب جھیلے تاکہ امتیوں کے لئے نشان راہ بن سکے۔ وگرنہ اللہ جو قادر مطلق ہے وہ آن واحد میں دین غالب کر دیتا اور اپنے محبوب کے پاؤں میں کانٹا بھی چبھنے نہ دیتا۔ لیکن یہ سب کچھ کروایا تو اس لئے تھا کہ بعد میں آنے والے اس کو مشعل راہ بنائیں اور ان سب تکالیف کے باوجود کام کریں اور اللہ کے دین کو غالب کرنے کی جدوجہد کرتے رہیں۔ کاش کہ ہم آج بھی اپنی اس ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے کمر ہمت باندھیں اور اپنے امتی ہونے کا حق ادا کریں تو نظام مصطفیٰؐ دنوں میں غالب ہو جائے۔

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تحریک خلافت پاکستان کا نقیب

ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور

جلد 10 شمارہ 33

6 تا 12 ستمبر 2001ء

(۱۷ تا ۲۳ جمادی الثانی ۱۴۲۲ھ)

بانی : اقتدار احمد مرحوم

مدیر : حافظ عاکف سعید

نائب مدیر: فرقان دانش خان

معاونین: مرزا ایوب بیگ ' سردار اعوان
محمد یونس جنجوعہ

نگران طباعت : شیخ رحیم الدین

پبلشر: اسعد احمد مختار ' طابع: رشید احمد چوہدری

مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مقام اشاعت: 36۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور

فون: 03-5869501 فیکس: 5834000

E-Mail:anjuman@tanzeem.org

Website:www.tanzeem.org

قیمت فی شمارہ : 5 روپے

سالانہ زرتعاون :

اندرون ملک ...... 250 روپے

بیرون پاکستان:

☆ یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ ...... 1500 روپے

☆ امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ ...... 2200 روپے

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حافظ عاکف سعید

چھٹتی نہیں ہے منہ سے یہ کافر لگی ہوئی!

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ ہمارے دین کی رُو سے تمام حرام چیزوں میں بدترین چیز سود ہے۔ اور صرف ہمارے دین ہی کا معاملہ نہیں' یہودیت اور عیسائیت میں بھی حرام چیزوں میں سود کو سرفہرست رکھا گیا اور انیسویں صدی کے وسط تک یورپ میں بھی سودخوری کا شمار ہمیشہ بدترین جرائم میں کیا جاتا رہا —— لیکن ہم مسلمانانِ پاکستان سودخوری کی لت میں کچھ اس طور سے مبتلا ہیں کہ ہماری وفاقی شرعی عدالت نے بینک انٹریسٹ کو ربا قرار دے کر اس کی حرمت کے بارے میں جو تاریخ ساز فیصلہ آج سے گیارہ سال قبل دیا تھا' اس پر عملدرآمد سے آج بھی گریزاں ہیں اور ہماری حکومتیں خواہ وہ سول ہوں یا فوجی' سودی نظام کے خاتمے کے معاملے میں ہمیشہ ٹال مٹول سے کام لیتی رہی ہیں۔ گویا ع "چھٹتی نہیں ہے منہ سے یہ کافر لگی ہوئی"۔

حال ہی میں حکومتی ایوانوں سے پھر اس قسم کے بیانات داغے جا رہے ہیں جن سے تاثر ملتا ہے کہ حکومت نے سودی نظام کے خاتمے اور غیر سودی معیشت کے قیام کے لئے سپریم کورٹ سے جو ایک سال کی مہلت حاصل کی تھی اس میں مزید توسیع حاصل کرنے اور سودی معیشت کے خاتمے کو مزید مؤخر کرنے کی منصوبہ بندی کی جا رہی ہے۔ ہم پہلے بھی ہمیشہ حکومت کے ان تاخیری حربوں کی شدت سے مذمت کرتے رہے ہیں اور اب بھی اس سودی نظام کو برقرار رکھنے کے ان پرانے ہتھکنڈوں کی شدید مذمت کرتے اور اسے ملک و قوم کے مستقبل اور ملکی معیشت کے حوالے سے سمِ قاتل سمجھتے ہیں۔ ملک کی نمایاں دینی جماعتوں سے بھی ہمارا مطالبہ یہی رہا ہے کہ وہ مل جل کر سودی معیشت کے خلاف ایک بھرپور احتجاجی تحریک چلائیں اور حکومت پر دباؤ ڈالیں کہ وہ اس معاملے میں سپریم کورٹ کے اپیلیٹ بنچ کے فیصلے کی تنفیذ کے ضمن میں لیت و لعل سے کام نہ لے' لیکن افسوس کہ تاحال ہمارے دینی رہنماؤں کی ترجیحات کا پلڑا کسی اور ہی جانب جھکتا ہے —— تاہم ہمیں خوشی ہے کہ ہمارے قومی پریس نے' بالخصوص روزنامہ "نوائے وقت" اور "خبریں" نے اس حوالے سے مسلمانانِ پاکستان کے جذبات کی ترجمانی بڑی عمدگی سے کی ہے۔ "خبریں" نے اس معاملے کو اپنے اداریے کا موضوع بنایا ہے اور "نوائے وقت" نے ادارتی شذرے میں حکومت کے تاخیری ہتھکنڈوں کی مذمت کی ہے اور سودی معیشت کے جلد از جلد خاتمے پر زور دیا ہے۔ ذیل میں یہ ادارتی شذرہ ہدیہ قارئین کیا جا رہا ہے' (اس موضوع پر خبریں کا اداریہ ان شاء اللہ ندائے خلافت کے آئندہ شمارے میں شامل اشاعت کیا جائے گا)۔ نوائے وقت کے شذرہ نگار غیر سودی معیشت میں ڈھیل کیوں؟ کے عنوان سے لکھتے ہیں:

"صدر مملکت جنرل پرویز مشرف نے کہا ہے کہ غیر سودی معیشت کے لئے مرحلہ وار اقدامات جاری رکھے جائیں گے۔ سودی معیشت کے مطلقاً حرام ہونے کی بابت اسلام کا حکم تو واضح ہے جبکہ سپریم کورٹ نے بھی وطن عزیز میں اس کی حرمت پر فیصلہ دیتے ہوئے حکومت کو پچھلے برس تک کی ڈیڈ لائن دی تھی۔ لیکن حکومت نے مزید ایک برس کی مہلت کی درخواست عدالت عالیہ میں دی تھی اور اسے مزید ایک برس کی مہلت بھی دے دی گئی لیکن اب حکومت کا اس سلسلے میں طرزِ عمل یہ ظاہر کر رہا ہے کہ غیر سودی معیشت میں مزید تاخیر اختیار کی جا رہی ہے۔

جب یہ بات طے ہے کہ پاکستان اسلامی جمہوریہ ہے اور اس کی نظریاتی اساس قرآن و سنت پر استوار ہے تو کیا وجہ ہے کہ سود جیسی لعنت کو معاشرت و معیشت سے نکال باہر کرنے کے لئے غیر معینہ مراحل سے گزرنے کی بات کی جا رہی ہے' محب وطن لوگ تو اس بات پر بھی چیں بجبیں ہیں کہ سود کے خاتمے کے لئے جو ایک سال کی مہلت دی گئی وہ بے جواز تھی۔

اسلامی نظریاتی کونسل کا بھی فرض بنتا ہے کہ وہ حکومت کو تجاویز کی فہرست دے کر سود کے خاتمے کے لئے مدد فراہم نہ کرے۔ بلکہ وہ حکومت پر عدالتی فیصلے کے مطابق مقررہ مدت کے اندر ملک سے سودی معیشت کے خاتمے کا واضح اعلان کرے۔ کیونکہ جوں جوں اس معاملہ میں دیر ہوتی جائے گی یہ مستقل طور پر معرض التواء میں پڑتا جائے گا۔ جن مرحلہ وار اقدامات کے جاری رکھنے کی بات کی گئی ہے ان کے بارے میں ہنوز منظر پر کوئی ایسا واضح اقدام دکھائی نہیں دیتا جو سودی معیشت سے ملک کو پاک کرنے کیلئے اٹھایا گیا ہو جبکہ اس سلسلے میں عوام کو باخبر رکھنا ضروری ہے۔

امید کی جاتی ہے کہ سود کے خاتمے کے عدالتی فیصلے اور دی گئی مہلت پر عملدرآمد کو یقینی بنانے کے لئے حکومت جلد ہی کوئی واضح اعلان کرے گی۔ سپریم کورٹ کی جانب سے ایک سال کی دی گئی مہلت کے اندر سودی معیشت کا خاتمہ حکومت کی ذمہ داری ہے جس سے پہلو تہی یا اس میں تاخیری حربوں سے کام لینا خود حکومت کی نیک نامی کے لئے مناسب نہ ہوگا"۔

اسلامی ریاست کا اہم ترین اصول توحید ہے

اللہ کی حاکمیت اعلیٰ کو تسلیم کرنا اور قرآن و سنت کی حدود کے اندر قانون سازی توحید ہی کا تقاضا ہے!

اللوں تللوں اور نام و نمود کے کاموں میں دولت کو ضائع کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں!

احترام والدین اسلامی معاشرے کا اہم اصول اور خاندان کی شیرازہ بندی کی بنیاد ہے

مسجد دارالسلام باغ جناح' لاہور میں نائب امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید کے ۳۱ ؍اگست کے خطاب جمعہ کی تلخیص

سورۂ بنی اسرائیل کا تیسرا اور چوتھا رکوع

سورۂ بنی اسرائیل کے تیسرے اور چوتھے رکوع کے بارے میں حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کی یہ رائے ہے کہ یہ دونوں رکوع تورات کی تعلیمات کا خلاصہ ہیں۔ یعنی ان دونوں رکوعوں میں وہی اخلاقی اور معاشرتی تعلیمات تھیں جو تورات میں بیان ہوئی ہے۔ تورات اصل میں احکام کا مجموعہ ہے جن میں اب تحریف ہو چکی ہے۔ یہ سورۂ مبارکہ ہجرت مدینہ سے متصلاً قبل نازل ہوئی ہے اور ہجرت کے بعد چونکہ اب مسلمانوں کو یہ موقع ملنے والا تھا کہ وہ اپنے اصولوں اور اپنے نظریات کے مطابق ایک معاشرے کو تشکیل دیں۔ چنانچہ اس کے لئے اصولی ہدایات دے دی گئیں۔ چنانچہ تیسرے رکوع کے آغاز میں فرمایا: ''تمہارے رب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم اس کے علاوہ اور کسی کی بندگی نہیں کرو گے''۔ گویا اسلامی معاشرے کا پہلا اصول توحید ہے کہ بندگی صرف اللہ کی ہو۔ حاکمیت صرف اللہ کی تسلیم کی جائے۔ ﴿ان الحکم الا للّٰہ﴾ حکم کا اختیار' فیصلے کا اختیار' شریعت دینے کا اختیار صرف اللہ کو حاصل ہے۔ اسلامی معاشرے میں sovereignty صرف اللہ کو حاصل ہوگی۔ اللہ کی حاکمیت نافذ ایسے ہوگی کہ قانون سازی قرآن اور سنت کی حدود کے اندر اندر کی جائے گی۔ اس سے تجاوز ہو گیا تو حاکمیت اللہ کی نہیں رہی' غیر اللہ کی ہو گی۔ آج مغربی معاشرے میں پارلیمنٹ کے ۵۱ فیصد لوگوں کی رائے پر شراب حلال کی جا سکتی ہے جبکہ اسلامی معاشرے میں ۵۱ فیصد کیا ۱۰۰ فیصد لوگ بھی اگر اس رائے کے حق میں ووٹ دیں تب بھی اس کے لئے کوئی گنجائش نہیں ہے۔ وہاں تو قانون سازی کا اختیار صرف اللہ کو ہے۔ اللہ نے شراب کو حرام کر دیا ہے تو سو فیصد نمائندے بھی اس کو حلال نہیں کر سکتے۔ مختصر یہ کہ اسلامی معاشرے کا اصل الاصول توحید ہے لہٰذا کسی بھی اسلامی معاشرے میں توحید کے منافی افکار اور عملی مظاہر کو پھیلنے نہ دیا جا سکے گا۔ اسلامی معاشرہ میں مشرکانہ اوہام کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ بلکہ حکومت کا فرض ہے کہ ان کو جڑ سے کاٹ دے۔ اسی آیت میں اگلی بات آئی:

''اور والدین کے ساتھ بہترین سلوک کرو اور ان میں سے کوئی ایک یا دونوں تمہارے سامنے بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انہیں اف تک نہ کہو' نہ ہی انہیں جھڑکو اور ان سے ادب سے بات کرو''۔ (آیت: ۲۳)

دیکھئے سب سے پہلا حق اللہ کا ہے اور وہ یہ ہے کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا جائے۔ بندوں میں سب سے بڑھ کر حق والدین کا ہے۔ والدین کے ساتھ حسن سلوک اس حد تک ہے کہ اگر وہ بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جائیں تو انہیں اف بھی نہ کہو۔ یہ بھی کسی انسان کی خوش نصیبی ہے کہ اسے والدین کی خدمت کا موقع مل رہا ہے۔ سب کو یہ موقع ہاتھ نہیں آتا۔ اب اگر کسی کو یہ موقع ملا ہے تو اس کا یہ فرض ہے کہ وہ اس موقع کا پورا پورا فائدہ اٹھائے۔ گویا کہ احترام والدین اسلامی معاشرے کا اہم ترین اصول ہے۔ اس لئے کہ اسی سے فیملی سسٹم کی شیرازہ بندی ہوتی ہے۔ ہمارا مشاہدہ ہے کہ مغربی معاشرے میں اس کمی کے باعث پورا خاندانی نظام درہم برہم ہے۔ خاندانی نظام کے نام کی وہاں اب کوئی شے موجود نہیں ہے۔ والدین کو بھی اب معلوم ہے کہ جب اولاد بالغ ہو گی تو پھر وہ خود مختار ہو گی لہٰذا اولاً ان کے ساتھ ان کی قلبی و ذہنی اور نفسیاتی attachment وہ نہیں ہوتی کہ جو مطلوب ہے۔ چنانچہ ایسی اولاد کی اٹھان بھی بالعموم نارمل انداز میں نہیں ہوتی۔ مجرم بن کے اٹھتے ہیں۔ اعداد و شمار اس بات پر گواہ ہیں کہ کہنے کو تو امریکن سوسائٹی بہت متمدن ہے لیکن جرائم کی شرح وہاں پر سب سے زیادہ ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اولاد کو وہ سازگار ماحول ہی میسر نہیں آیا کہ جس میں ان کی تربیت صحت مند خطوط پر ہوتی۔ دوسری طرف بوڑھے والدین کے لئے وہاں اولڈ ہومز بنا دیئے جاتے ہیں اور پھر ان کی ساری زندگی اسی امید پر سسکتے ہوئے گزرتی ہے کہ شائد کرسمس کے موقع پر میری اولاد ملنے کے لئے آئے۔ اکثر و بیشتر اس آس پر پورا سال گزارتے ہیں اور یہ ضروری نہیں کہ اولاد واقعی سال کے آخر میں ملنے کے لئے آ جائے۔ بعض اوقات صرف ایک کرسمس کارڈ ہی بھیج دیا جاتا ہے۔

اس مقام پر واضح کر دیا گیا کہ اسلامی معاشرے میں توحید کے بعد احترام والدین کی اہمیت سب سے زیادہ ہے۔ چنانچہ اس ضمن میں اگلی آیت میں مزید ہدایت بھی دی گئی:

''اور ان پر رحم کرتے ہوئے انکساری سے ان کے آگے جھکے رہو اور دعا کرو کہ اے رب ان پر رحم فرما جیسے انہوں نے مجھے بچپن میں پالا تھا''۔ (آیت: ۲۴)

چونکہ اس وقت مختار تم ہو' گھر کے مالک تم ہو۔ والدین تم پر dependant ہیں۔ لہٰذا ایسا نہ ہو کہ تم ان کے سامنے سینہ تان کر کھڑے رہو۔ اس پر ان کے جذبات جس طرح مجروح ہو سکتے ہیں' اس کا اس وقت تمہیں اندازہ نہیں ہو سکتا۔ ہاں جب تم خود اس حال کو پہنچو گے تو اس وقت تمہیں اندازہ ہو گا۔ لہٰذا ان کے سامنے کھڑے ہو تو شفقت اور محبت کے ساتھ اپنے کاندھوں کو جھکا کر اور یہ سب کچھ کرنے کے بعد بھی تم اپنے والدین کے حقوق ادا نہیں کر سکتے' لہٰذا ان کے لئے دعا بھی کرتے رہو۔ ان کے حقوق کی ادائیگی کے ضمن میں یہ کچھ تلافی ہو گی۔ مزید فرمایا: ''تمہارا رب خوب جانتا ہے جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اگر تم خود نیک راہ پر قائم رہے تو یقیناً وہ توبہ کرنے والوں کو بخشنے والا ہے۔'' (آیت: ۲۵)

اس آیت میں اصل میں ایک تھوڑا سا استثنیٰ ہے۔ پہلے تو تاکید آئی کہ انہیں اف تک نہیں کہنا' جھڑکنا نہیں ہے۔

انتہائی نرمی سے پیش آتا ہے لیکن بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ والدین بڑھاپے کی اس حد کو پہنچ چکے ہیں کہ جسے قرآن مجید ارذل العمر کہتا ہے جبکہ ان کے ذہنی قویٰ جواب دے جاتے ہیں۔ اس وقت بسا اوقات والدین کی ہر فرمائش انسان پوری نہیں کرسکتا‘ کبھی ان کی کسی ضد اور غیر معقول بات کے جواب میں تھوڑی سختی کا معاملہ بھی کرنا پڑتا ہے۔ لہٰذا فرمایا کہ اگر تمہارے دل میں بدنیتی نہیں ہے اور والدین کا ادب اور احترام ملحوظ ہے اور اللہ کی ان تعلیمات پر عمل کرنے کا جذبہ ہے تو کسی وقت اگر اونچ نیچ ہو بھی گئی تو اللہ تعالیٰ بخش دے گا۔ کیونکہ وہ تمہارے دل کی حالت کو جانتا ہے یعنی ان کے ادب اور احترام میں قلبی اعتبار سے کمی نہیں آنی چاہئے۔

اگلی آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

’’اور قرابت دار کو ان کا حق دو اور مسکین اور مسافر کو اس کا حق ادا کرو اور بے طرح کی فضول خرچی نہ کرو۔‘‘

(آیت:۲۶)

معاشرے کی اصل اکائی گھر کا ادارہ ہے جس کے اندر اہم ترین اصول احترام والدین ہے‘ وہ بتا دیا گیا۔ اب معاشرے کے دیگر افراد کے ساتھ رویہ کیسا ہوگا‘ اس ضمن میں فرمایا کہ رشتہ داروں‘ مساکین محتاج اور مسافروں کے حقوق ادا کرو اور فضول خرچی میں اپنا مال مت اڑاؤ بلکہ اس مال سے غریبوں کی مدد کرو۔ یہ دولت جو اللہ نے دی ہے حقوق کی ادائیگی میں صرف ہو‘ فضول خرچی اور بے جا نمود و نمائش کے کاموں میں صرف نہ ہو۔ تبذیر (فضول خرچی) کے بارے میں اگلی آیت میں الفاظ آئے ہیں: ’’فضول خرچی کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا ناشکرا ہے!‘‘ (آیت:۲۷)

یہ قرآن کا فتویٰ ہے۔ اگر کوئی مبذر ہے فضول خرچی یا نام و نمود میں پیسے اڑا رہا ہے۔ قرآن کہہ رہا ہے کہ وہ شیطان کا بھائی ہے۔ یہاں یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ چاہے وہ نماز پڑھ رہا ہو‘ حج کر رہا ہو‘ عمرے کر رہا ہو۔ سیدھی سی بات ہے۔ یہ زائد پیسہ جو اللوں تللوں اور نمود و نمائش میں ضائع کیا جا رہا ہے، یہ شیطنت کا اظہار ہے۔ اس لئے کہ یہ طبقاتی تقسیم پیدا کرنے کا باعث ہے۔ اس سے مترفین اور محرومین کے درمیان نفرتیں جنم لیتی ہیں۔ شیطان کا کام ہی اصل میں یہ ہے کہ وہ لوگوں کے دلوں کو پھاڑ دے اور ایک دوسرے سے لڑائے۔ تبذیر کے ذریعے شیطان کے مقاصد باحسن وجوہ پورے ہوتے ہیں۔ لہٰذا اخراجات میں میانہ روی مطلوب ہے‘ جو ایک اسلامی معاشرے کا خاصہ ہونا چاہئے۔ چنانچہ آگے یہی بات آ رہی ہے۔ فرمایا:

’’اپنے ہاتھوں کو اپنی گردن سے باندھ کر مت رکھو اور نہ ہی اسے پوری طرح کھلا چھوڑ دو‘ ورنہ خود ملامت زدہ اور درماندہ بن جاؤ گے۔‘‘ (آیت:۲۹)

’’ہاتھ باندھ کر رکھنا‘‘ اصل میں بخل اور کنجوسی کے لئے استعارہ ہے کہ اپنی جائز ضروریات پر بھی انسان خرچ نہیں کر رہا۔ یہ طرز عمل غلط ہے کیونکہ اس طرح مال کی جو فطری گردش ہونی چاہئے اس کے اندر رکاوٹ پڑ جائے گی۔ لہٰذا ہمارے دین کی تعلیم یہ ہے کہ آپ اپنی جائز ضروریات پر معتدل انداز میں ضرور خرچ کریں۔ لیکن فضول خرچی مت کریں۔ یا کسی وقت انسان پر نیکی کا جذبہ اتنا غالب ہو کہ اپنا سب کچھ اللہ کی راہ میں دینے پر آمادہ ہو جائے‘ ہمارے دین میں اس کی بھی حوصلہ افزائی نہیں کی گئی۔ مبادا تمہیں پچھتاوا ہو کہ اب گھر میں فاقے پڑ رہے ہیں۔ اور رشتہ داروں اور اولاد کی طرف سے طعنے سننے پڑیں۔ ایک بڑا پیارا‘ حکیمانہ جملہ ایک حدیث میں ہے ’’جو شخص میانہ روی اختیار کرے (نہ کنجوس بن جائے اور نہ اسراف و تبذیر میں مال کو لٹائے) وہ کبھی تنگ دست نہیں ہوگا۔‘‘ آگے فرمایا:

’’بے شک تمہارا رب ہی ہے جو رزق کو کھولتا ہے جس کے لئے چاہتا ہے اور تنگ کرتا ہے جس کے لئے چاہتا ہے وہ اپنے بندوں سے واقف ہے اور دیکھ رہا ہے۔‘‘

(آیت:۳۰)

کسی کو زیادہ دینا‘ کسی کو کم دینا یہ اس (تعالیٰ) کے اختیار میں ہے۔ انسان اپنی استعداد کے مطابق دوسروں کی مدد ضرور کرے‘ لیکن اپنی استعداد سے بڑھ کر نہ تو خود پاؤں پھیلائے نہ دوسروں کی مدد کرنے کی کوشش کرے۔ یہ کہ کس کو فقر و تنگ دستی میں رکھنا ہے اور کس کو کشادگی دینی ہے یہ فیصلہ اللہ کا ہے۔ اس کا ذمہ خود انسان نہ لے۔

علامہ شبیر عثمانیؒ لکھتے ہیں کہ بعض اوقات کسی کو تنگ دست رکھنا ہی اس کے لئے مصلحت کا موجب ہوتا ہے کہ شاید اس شخص کو دولت زیادہ مل جائے تو وہ سیدھے راستے سے برگشتہ ہو جائے۔ یعنی تنگ دستی بھی کسی کے لئے اللہ کی طرف سے نعمت ہوتی ہے۔ اسی طرح اگر کسی کو اللہ زیادہ عطا کرتا ہے تو عین ممکن ہے کہ اور اس کا مزاج ایسا ہو کہ اگر اسے تنگ دست رکھا ہوتا تو شائد وہ کفر کی طرف چلا جاتا۔ یہ اللہ کو معلوم ہے۔ بعض اوقات اللہ کسی پر آزمائش اور کسی کو ڈھیل دینے کی غرض سے مال دے دیتا ہے تاکہ یہ اور زیادہ گناہوں کے اندر جری ہو جائے۔ اللہ کی طرف سے سرزنش ہے بہر حال یہ مختلف حالات ہیں جو اللہ کی طرف سے آتے ہیں کیونکہ وہ بندوں کے حالات سے بخوبی واقف ہے۔

(جاری ہے)

مضامین نگار توجہ فرمائیں

ندائے خلافت میں اشاعت کے لئے مضامین/تنظیمی رپورٹس بھجوانے والے حضرات سے گزارش ہے کہ وہ ادارے کو اصل مضمون ارسال کیا کریں جبکہ اس کی نقل اپنے پاس محفوظ رکھا کریں۔ مزید برآں اس امر کا خاص خیال رکھا جائے کہ تحریر میں بین السطور اور حاشیہ کا فاصلہ مناسب ہو۔

لبیک اللھم لبیک
حج اور عمرہ کے لیے انتہائی پرکشش اور کم قیمت پیشکش
15 سے 20 یوم میں حج کا فریضہ ادا کیجئے
صرف -/90,000 روپے میں
بمعہ رہائش مکہ مدینہ‘ ٹرانسپورٹ اور ہوائی ٹکٹ
گروپ تیار ہیں
مکہ ٹریولز اینڈ ٹورازم شاہراہ فیصل کراچی کی جانب سے
کم خرچ بالا نشین عمرہ پیکیجز
بمعہ ہوائی ٹکٹ خصوصی رعایت کے ساتھ

Stay Period	Amount
4 days	Rs.31,750/-
7 days	Rs.33,650/-
9 days	Rs.34,470/-
14 days	Rs.36,040/-

Umer Shakeel
رابطہ: لاہور فون: 5832905‘ 5854728 ای میل: umertax@brain.net.pk

دوسرے شہروں کے لیے رابطہ:
☆ راولپنڈی 5514151 ☆ اسلام آباد 0300-8541577‘2278577
☆ ملتان 574129‘510031 ☆ سرگودھا 700299 ☆ گوجرہ 513600
☆ فیصل آباد 636926‘625653 ☆ کمالیہ 411550 ☆ ساہیوال 61856
☆ گوجرانوالہ 0300-9642001‘258266‘257461

نئی امریکی پابندیاں اور ہماری وزارت خارجہ

تجزیہ نگار کے نقطۂ نظر سے ادارہ کا کامل اتفاق ضروری نہیں

بھیڑیا پہاڑی نالے کے بالائی حصہ پر کھڑا تھا۔ اس نے دیکھا کہ ایک بکری کا بچہ نیچے ندی کا پانی پینے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس کی نیت میں فتور آ گیا۔ اس نے گرج کر کہا کہ ”مجھے پانی پینا ہے اور تم پانی کو گدلا کر رہے ہو!“ بکری کے بچے نے سہم کر کہا ”حضور پانی تو آپ کی طرف سے آ رہا ہے۔“ بھیڑیا شرمندہ ہونے کی بجائے تلملا کر بولا ”گزشتہ سال تم نے مجھے گالی کیوں دی تھی؟“ ”حضور پچھلے سال تو میں پیدا ابھی نہیں ہوا تھا“ بکری کا بچہ منمنایا۔ ”تو پھر یقیناً تمہاری ماں نے گالی دی ہو گی“ یہ کہہ کر بھیڑیا بکری کے بچے پر حملہ آور ہو گیا۔ Wolf and the Lamb کی یہ کہانی امریکہ اور پاکستان کے درمیان آج کل مختلف مراحل طے کر رہی ہے۔ اللہ کرے پاکستان بھیڑ کا بچہ ثابت نہ ہو! اگر سرحد کے اس پار افغان اپنے عزم اور استقامت

> **بھارت روس میزائل تعاون سے امریکہ چشم پوشی کر رہا ہے**

سے سوویت ہاتھی کو گرا سکتے ہیں تو پاکستان امریکہ کی شیطانی چالوں کا توڑ کیوں نہیں کر سکتا!

امریکہ مسلم بنیاد پرستی اور دہشت گردی کا عذر تراش کر پاکستان کے مفادات کو زک پہنچانے کی مسلسل کوشش کر رہا ہے۔ اس سلسلے میں امریکہ کا تازہ ترین اقدام یہ ہے کہ اس نے چین کی اسلحہ ساز کمپنی چائنا میٹلرجیکل ایکوپمنٹ کارپوریشن اور پاکستان کے نیشنل ڈیویلپمنٹ کمپلیکس پر یہ الزام لگایا ہے کہ انہوں نے کیٹگری II ٹیکنالوجی کی مبینہ طور پر بالترتیب برآمد و درآمد کی ہے۔ امریکہ کے مطابق یہ نومبر ۱۹۹۹ء میں طے پانے والے عالمی معاہدے کی خلاف ورزی ہے جس کے تحت کیٹگری II ٹیکنالوجی کی منتقلی ممنوع قرار پائی تھی۔ امریکہ نے دعویٰ کیا ہے کہ چین پاکستان کو میزائل سازی کے پرزے اور آلات کنٹینرز کے ذریعے منتقل کرتا ہے اور اس کی سیٹلائٹ تصاویر امریکہ کے پاس موجود ہیں۔ اگرچہ پاکستان کے مایہ ناز سائنس دان ڈاکٹر ثمر مبارک مند نے اس دعویٰ کو مضحکہ خیز قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ ابھی تک کوئی ایسی سیٹلائٹ ٹیکنالوجی ایجاد نہیں ہوئی جو دھات کے بنے ہوئے کنٹینرز کے اندر رکھی ہوئی دھات کی بنی ہوئی اشیاء کی تصویر کشی کر سکے لیکن امریکہ نے چٹ منگنی پٹ بیاہ کے انداز میں الزام تراشی کے فوری بعد ان

ابو الحسن

دونوں کمپنیوں پر پابندیاں عائد کر دی ہیں۔

حیرت کی بات یہ ہے کہ امریکہ نے MTCR معاہدے کا حوالہ دے کر پاکستان اور چین پر تو پابندیاں لگانے کا اعلان کر دیا ہے حالانکہ پاکستان اور چین کی حکومتیں ان الزامات کی مسلسل اور پرزور تردید کر رہی ہیں لیکن بھارت کا میزائل پروگرام جو روس کے اشتراک اور تعاون سے چل رہا ہے اور ان دونوں ممالک کے مابین جو میزائل ٹیکنالوجی کی منتقلی کھلے بندوں ہو رہی ہے، اسے مسلسل نظر انداز کر رہا ہے۔ امریکہ اپنے سپریم پاور اور عظیم ترین قوت ہونے کا بار بار اعلان کرتا رہتا ہے لیکن شاید وہ یہ نہیں جانتا کہ حقیقی عظمت کی بنیاد انصاف اور اصول پسندی پر ہوتی ہے، ظلم اور جبر پر نہیں۔ بہرحال اہل پاکستان کا یہ تجربہ ہے کہ ان پر امریکہ کی طرف سے عائد کردہ پابندیاں ہمیشہ مبارک اور ثمر آور ثابت ہوئی ہیں۔ امریکہ نے فوجی اور عسکری ساز و سامان پر پابندیاں لگائیں تو ہم نے اسلحہ سازی میں شاندار ترقی کی۔ چھوٹے اسلحہ کے علاوہ دنیا کا بہترین اور جدید ترین ٹینک بنانے میں کامیاب ہو گئے جسے ”الخالد“ کے نام سے موسوم کیا گیا۔ گزشتہ سال اسلحہ کی نمائش کے بعد ہم اسلحہ کے برآمد کنندگان کی فہرست

> **وزارت خارجہ کے افسران امریکی احکام کی اندھی تقلید اپنا فرض سمجھتے ہیں**

میں جگہ پا چکے ہیں اور پاکستان کے قابل قدر سائنس دانوں کے مطابق ہمارا میزائل پروگرام بھی خالصتاً پاکستانی ٹیکنالوجی کا شاہکار ہے جس کی تیاری، ساخت اور ڈیزائننگ سب کچھ اندرون ملک کی گئی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ امریکہ تو امت مسلمہ خصوصاً پاکستان کے بارے میں اپنے عزائم بلکہ صحیح تر الفاظ میں اپنی نیت کے فتور کا اب کھلم کھلا اظہار کر رہا ہے، پاکستان میں عوامی سطح پر اس بات کو اچھی طرح سمجھا جا رہا ہے اور پاکستان کے عوام امریکی ارادوں کا صحیح ادراک رکھتے ہیں، اسی لئے عوامی سطح پر امریکہ کے خلاف شدید نفرت کے جذبات موجود ہیں لیکن ہماری حکومت خصوصاً وزارت خارجہ میں ایسے ڈگری یافتہ جاہل لوگ موجود ہیں جو امریکی احکامات کی اندھی اطاعت کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ اس کی دو ہی وجوہ ہو سکتی ہیں: یا تو وہ امریکہ کی دنیوی ترقی اور قوت سے اس قدر مرعوب اور متاثر ہیں کہ اس کی ذرہ بھر مخالفت ان پر لرزہ طاری کر دیتی ہے جس سے ان کے اعصاب جواب دے جاتے ہیں اور وہ الٹی سیدھی ہانکنے لگتے ہیں، یا ذاتی مفادات

> **ہمارا میزائل پروگرام خالصتاً پاکستانی ٹیکنالوجی کا شاہکار ہے**

کی ایسی پٹی آنکھوں پر بندھ گئی ہے جس سے وہ حقیقی بصارت سے محروم ہو گئے ہیں اور ایسے خیالات کا اظہار کرتے ہیں جن پر عمل درآمد قوم و ملک سے غداری کے مترادف ہے۔ ہمیں وزارت خارجہ کے ان بزرجمہروں کا حوالہ اس لئے دینا پڑا کیونکہ کبھی وہ طالبان کی قدامت پسندی پر تنقید کرتے ہیں اور بت شکنی کے معاملے میں دنیا کی آواز کے ساتھ اپنی آواز ملاتے ہیں، انہیں تنگ نظری کا طعنہ دیتے ہیں اور کبھی افغانستان میں وسیع البنیاد حکومت قائم کرنے کی آواز اٹھائی جاتی ہے۔ وزیراعظم چین کے دورہ کے موقع پر پاکستان اور چین کے مابین جو معاہدے ہوئے ان پر عمل درآمد کے سلسلے میں بھی رکاوٹیں کھڑی کرنے کی کوششیں کرتے ہیں۔ اسی طرح گوادر بندرگاہ کی تعمیر میں چین سے تعاون حاصل کرنے کو وہ امریکہ کو مشتعل کرنے کی حماقت قرار دے رہے ہیں۔

جہاں تک امریکہ اور یورپ کا تعلق ہے، وہ تو اسلام

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

☆ ظالمانہ نظام کے خلاف جدوجہد کر کے دین حق کو غالب کرنا ایک منتظم کے بغیر ممکن نہیں!

☆ معاملہ اگر محض درس وتدریس اور وعظ ونصیحت تک محدود ہو تو بے شمار لوگ جمع کئے جا سکتے ہیں!

☆ قرآن حکیم‘ خیر وشر دونوں کے فروغ کے حوالے سے خواتین کا ذکر مردوں کے شانہ بشانہ کرتا ہے

☆ انفرادی زندگی میں تعلیمات قرآنی پر عمل کرنے کے علاوہ اجتماعی زندگی میں بھی دین حق کے نفاذ کی جدوجہد لازم ہے

امیر تنظیم اسلامی‘ محترم ڈاکٹر اسرار احمد کا ایک فکر انگیز خطاب

الحمدللہ! تنظیم اسلامی ایک نظریاتی جماعت ہے جس کے قیام کا ایک خاص پس منظر ہے۔ یہ جماعت ایک منفرد فکر کی حامل اور ایک ایسے طریقۂ کار پر عامل ہے جو ”منہج انقلاب نبوی ؐ“ سے ماخوذ ہے۔ تنظیم اسلامی میں شامل ہونے والے حضرات وخواتین کو دعوت دی جاتی ہے کہ وہ جذباتی طور پر نہیں بلکہ شعوری طور پر اس جماعت کے پس منظر‘ فکر اور طریقۂ کار کو سمجھ کر اس میں شمولیت کا فیصلہ کریں۔ اسی طرح رفقاء ورفیقات تنظیم اسلامی کے لئے بھی لازم ہے کہ وہ اپنی فکر کو مطالعۂ لٹریچر کے ذریعہ تازہ کرتے رہیں تاکہ یکسوئی اور اعتماد کے ساتھ خدمت دین کا فریضہ ادا کرسکیں۔ البتہ جو رفقاء ورفیقات ایسا نہیں کرتے‘ تنظیم کا فکر ان کے ذہنوں میں دھندلا جاتا ہے۔ وہ تنظیم کی سست روی اور عوام الناس کی طرف سے حوصلہ شکن پذیرائی سے مایوس ہو کر دائیں بائیں دیکھنے لگتے ہیں۔ پھر کسی اور جماعت کے اجتماعات میں شرکاء کی کثیر تعداد کو دیکھ کر اس کی فکر اور طریقۂ کار سے متاثر ہو جاتے ہیں۔ تنظیم کی فکر اور طریقۂ کار پر ان کا اعتماد متزلزل ہو جاتا ہے اور وہ اس میں تبدیلی کے خواہش مند نظر آتے ہیں۔

اسی طرح کا معاملہ گزشتہ دنوں تنظیم اسلامی حلقۂ خواتین کراچی کی بعض رفیقات کے ساتھ بھی ہوا۔ الہدیٰ انٹرنیشنل کے دروس قرآن اور قرآن فہمی کورسز میں شریک خواتین کی کثرت نے انہیں خاصا متاثر کیا۔ پھر ان شریک خواتین میں سے اکثر کا تعلق متمول گھرانوں سے ہے جن کے ذریعے الہدیٰ انٹرنیشنل کو خاصے مالی وسائل بھی فراہم ہوئے۔ متاثر رفیقات کا تجزیہ تھا کہ اس ادارے کو ملنے والی پذیرائی کی دو وجوہات ہیں:

۱) الہدیٰ انٹرنیشنل کی دعوت میں نرمی کا پہلو غالب ہے۔ شرعی پردے اور حلال وحرام کی تمیز کے حوالے سے زیادہ تاکیدی انداز اختیار نہیں کیا جاتا۔ البتہ قرآن حکیم کا بیان سن سن کر بعض خواتین میں ازخود عملی تبدیلی رونما ہو جاتی ہے۔

۲) الہدیٰ انٹرنیشنل کے طریقۂ میں نظم کی سختی نہیں ہے۔ اس سے گھٹن سے پاک ایک آزاد فضا کا ماحول فراہم ہوتا ہے جس میں کام کرنا خواتین کے لئے آسان ہوتا ہے۔

متاثر رفیقات کا خیال تھا کہ تنظیم اسلامی کو بھی دعوت وطریقۂ کار کے ضمن میں مندرجہ بالا امور کو اختیار کرنا چاہئے۔

امیر محترم کو جب مذکورہ تجزیہ کا علم ہوا تو انہوں نے رفیقات کراچی سے ایک خصوصی خطاب کا پروگرام طے کیا۔ یہ خطاب مورخہ ۵ اگست بروز اتوار بعد نماز عصر قرآن اکیڈمی‘ کراچی میں منعقد ہوا۔

میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ اگر تنظیم اسلامی کے قیام کا پس منظر‘ تنظیم کا دینی وعمرانی فکر اور اس کی دعوت وطریقۂ کار کی مسلسل یاددہانی کا اہتمام نہ ہو تو رفقاء ورفیقات شکوک وشبہات کا شکار ہو جاتے ہیں۔ دین کا انقلابی فکر ذہنوں میں دھندلا جاتا ہے اور ہم اپنی پیش رفت سے مایوس ہو کر دائیں بائیں دیکھنے لگتے ہیں۔ اس حوالے سے مندرجہ ذیل نکات اچھی طرح ذہن نشین کر لینے چاہئیں:

۱) سب سے پہلے تو یہ بات مستحضر رکھئے کہ اسلام دین ہے‘ محض مذہب نہیں۔ اس میں نہ صرف انفرادی بلکہ اجتماعی زندگی کے بارے میں بھی احکامات دیئے گئے ہیں۔ ہدایت قرآنی ہے کہ پورے کے پورے اسلام پر عمل کرو (البقرۃ: ۲۰۸)۔ لہٰذا جہاں انفرادی زندگی میں احکامات اسلامی پر عمل کرنا ضروری ہے‘ وہیں اجتماعی زندگی میں بھی احکاماتِ اسلامی کا نفاذ لازم ہے۔ اسی کو اقامت دین یعنی اسلام کے نظام عدل اجتماعی کا قیام کہتے ہیں۔ گویا ایک مسلمان پر جس طرح انفرادی زندگی میں ارکان اسلام کی ادائیگی فرض ہے اسی طرح اس پر اقامت دین کی جدوجہد میں شامل ہونا بھی فرض عین ہے۔

اقامت دین کی جدوجہد کی فرضیت بدقسمتی سے ہماری اکثریت کے پیش نظر ہے ہی نہیں۔ قرآن حکیم پڑھا بھی جاتا ہے اور پڑھایا بھی جاتا ہے لیکن ﴿اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ﴾ ”دین کو قائم کرو اور اس میں تفرقہ نہ ڈالو“ (الشوریٰ: ۱۳) ﴿كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ﴾ ” کھڑے ہو جاؤ عدل کے علمبردار بن کر“ (النساء: ۱۳۵) ﴿كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ﴾ ” کھڑے ہو جاؤ اللہ کے لئے عدل کے گواہ بن کر“ (المائدہ: ۸) اور ﴿لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ﴾ ”تاکہ لوگ قائم ہوں عدل پر“ (الحدید: ۲۵) کے کٹھن احکامات سے صرف نظر کیا جاتا ہے۔ ایسا کرنے والے اسلام پر عمل کر رہے ہوتے ہیں لیکن جزوی طور پر۔ اگر یہ رویہ غیر شعوری طور پر ہے تو شاید قابل معافی ہو‘ لیکن اگر جان بوجھ کر ہے تو سورۃ البقرہ کی آیت ۸۵ کے حوالے سے وہ بدترین جرم ہے جس کی سزا دنیا میں رسوائی اور آخرت میں عذاب شدید ہے۔ ممکن ہے کہ اسلام پر اس جزوی عمل کی وجہ سے وہ خدمات قرآنی بھی حبط کر لی جائیں جو صرف درس وتدریس قرآن کی حد تک محدود ہیں۔

۲) تنظیم اسلامی کے قیام کے پس منظر کو یاد رکھئے۔ سوچئے آخر ہم نے تنظیم کیوں بنائی۔ ویسے بھی ان حالات میں جبکہ امت مسلمہ پہلے ہی کئی فرقوں اور جماعتوں میں منقسم ہے‘ ایک علیحدہ جماعت بنانا کوئی اچھا کام محسوس نہیں ہوتا۔ لیکن اس سب کے باوجود ہم نے تنظیم بنائی۔ ۱۹۷۴ء میں تنظیم اسلامی قائم کرتے وقت میں نے اس کے قیام کا پس منظر اپنی ان دو تحریروں میں بیان کر دیا تھا جو ”تنظیم اسلامی کا تاریخی پس منظر“ نامی کتاب میں موجود ہیں۔ ان تحریروں میں‘ میں نے واضح کر دیا تھا کہ دین اسلام کے احیائی عمل کے تین گوشے ہیں یعنی قومی‘ مذہبی اور دینی۔ قومی گوشہ کا تعلق مسلمانوں کے دنیوی مفادات کے تحفظ اور حقوق کے حصول سے ہے۔ اس گوشے میں مسلم لیگ اور اس کے ساتھ کئی اور جماعتیں برسرکار ہیں۔ مذہبی گوشہ انفرادی اعتبار سے مسلمانوں کے عقائد کی درستگی‘ عبادات کی ادائیگی اور رسومات کی

اصلاح سے بحث کرتا ہے۔ اس گوشہ میں علمائے کرام اور ان ہی کی سرپرستی میں تبلیغی جماعت بڑی سرگرمی سے کام کر رہی ہے۔ تبلیغی جماعت کے زیر اثر وعظ و نصیحت کا بڑا مفید کام ہو رہا ہے جس سے لوگوں میں انفرادی اعتبار سے فرائض کی ادائیگی اور اتباع سنت کا ذوق و شوق پیدا ہو رہا ہے۔ دینی گوشہ اجتماعی زندگی میں اسلام کے عادلانہ نظام کے قیام سے متعلق ہے۔ اس گوشہ میں جماعت اسلامی کام کر رہی تھی لیکن قیام پاکستان کے بعد انتخابی سیاست میں حصہ لینے کی وجہ سے اس نے اصولی اسلامی جماعت کے منصب سے نیچے اتر کر ایک اسلام پسند قومی جماعت کا کردار ادا کرنا شروع کر دیا ہے۔ اس کے پیش نظر اب کسی نہ کسی طرح اقتدار کا حصول ہے۔ اقامت دین کی جدوجہد کے لئے صالحین کی جماعت تیار کرنا اور اس کے لئے افراد کے افکار کی تطہیر، نفوس کا تزکیہ اور عقائد و اعمال کی اصلاح کا کام جماعت اسلامی کی ترجیحات میں ثانوی درجے کی اہمیت کا حامل ہو کر رہ گیا ہے۔ جماعت اسلامی کے علاوہ کچھ اور جماعتیں بھی نفاذ اسلام کا مطالبہ کرتی ہیں لیکن ان کی حیثیت بھی کسی خاص مسلک یا فرقہ کی نمائندہ جماعت سے زیادہ نہیں ہے۔ دین کے اس تیسرے اور اہم ترین گوشے میں ایک خلا ہے جسے پُر کرنے کے لئے تنظیم اسلامی کے قیام کا فیصلہ کیا گیا۔

تنظیم اسلامی اپنے قیام کی وجوہات کے ساتھ ساتھ اپنے مقاصد میں بھی منفرد ہے۔ اس جماعت کے مقاصد حسب ذیل دینی فرائض کی ادائیگی کے لئے مسلمان حضرات و خواتین کو پلیٹ فارم فراہم کرتا ہیں:

☆ انفرادی اعتبار سے عقائد و اعمال اور سیرت و کردار کی اصلاح۔ اس حوالے سے زیادہ زور جملہ فرائض و واجبات کی ادائیگی اور بالخصوص شرعی پردے کے اہتمام اور رزق حلال کے حصول پر ہے۔

☆ دعوت و تبلیغ اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے ذریعہ فریضۂ شہادت علی الناس کی ادائیگی

☆ پہلے پاکستان میں اور پھر عالمی سطح پر دین حق کے غلبے کے لئے کوشش کرنا۔

مندرجہ بالا مقاصد کا حصول، بالخصوص ظالمانہ نظام کے خلاف جدوجہد کر کے دین حق کو غالب کرنا، ایک منظم جماعت کے قیام کے بغیر ناممکن ہے۔ لہٰذا ہم نے بیعت سمع و طاعت فی المعروف کی مضبوط اساس پر تنظیم اسلامی کی بنیاد رکھی ہے۔ یہ واحد اساس ہے جو:

☆ منصوص ہے یعنی قرآن و حدیث کے نصوص سے ثابت ہے۔

☆ مسنون ہے یعنی سنت نبویؐ سے ماخوذ ہے۔

☆ ماثور ہے یعنی سلف صالحین کے عمل کے مطابق ہے۔ دور خلافت راشدہ سے لے کر پچھلی صدی عیسوی کے اوائل تک حکومت کے قیام، حکومت کی اصلاح، اقامت دین کی جدوجہد، تزکیہ نفوس کے لئے سلسلہ ارشاد وغیرہ کے لئے اجتماعیت کی اساس بیعت سمع و طاعت فی المعروف رہی ہے۔

۳) اچھی طرح جان لیجئے کہ معاملہ اگر صرف وعظ و نصیحت اور درس و تدریس تک محدود ہو تو بہت لوگ جمع ہو جاتے ہیں۔ میں بھی جب تک دروس قرآن دیتا رہا تو بڑی تعداد میں لوگ شریک ہوتے رہے۔ مسجد شہداء میں ۷۰۰ آدمی ہر اتوار میرے درس قرآن میں شریک ہوتے تھے۔ البتہ جب عمل کی بات کی جائے تو بھیڑ چھٹ جاتی ہے۔ قرآن کی انقلابی دعوت ۷۰۰ افراد سنتے رہے لیکن جب انہیں اقامت دین کے فرض کی ادائیگی کے لئے تنظیم میں شمولیت کی دعوت دی تو ابتداء میں صرف ۷۵ افراد رفیق کار بنے۔ تبلیغی جماعت کے اجتماعات میں لاکھوں افراد شریک ہوتے ہیں، لیکن وہ بھی کہتے ہیں کہ اگر ہم نے اگلی بات کا تقاضا کیا اور نہی عن المنکر کے لئے میدان میں آنے کو کہا تو یہ بھیڑ چھٹ جائے گی۔

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے مؤسسین میں شامل ایک صاحب نے مجھ سے کہا کہ اس زمانہ میں بڑے بڑے تجارتی کام بغیر سود کے انجام نہیں دیئے جا سکتے، لیکن آپ ہمیں بار بار سود کے بارے میں سخت آیات قرآنی اور وہ حدیث سنا دیتے ہیں جس میں اس گناہ کے ستر حصے بتائے گئے ہیں اور سب سے چھوٹے حصے کو اپنی ماں کے ساتھ منہ کالا کرنے کے برابر قرار دیا گیا ہے۔ آپ ایسی باتیں بیان کرنا چھوڑ دیں ورنہ ہم آپ کے خطابات میں شرکت کرنا چھوڑ دیں گے۔ ظاہری بات ہے کہ میں سود کی حرمت کے بیان کو چھوڑ کر کتمان حق کا مجرم نہیں بن سکتا تھا، لہٰذا ان صاحب نے میرے خطابات میں آنا چھوڑ دیا۔ اگر میں بھی صرف انجمن آرائی کا طلب گار ہوتا تو عمل کی بات ہی نہ کرتا اور ایک بھیڑ میرے گرد بھی اکٹھی رہتی۔

اسی طرح عمل کے ساتھ ساتھ کسی جماعت میں شامل ہونا اور اس کے نظم کی پابندی کرنا بھی لوگوں پر گراں گزرتا ہے۔ نظم جماعت میں تو آدمی سے باز پرس ہوتی ہے، وقت دینے اور مال خرچ کرنے کا تقاضا کیا جاتا ہے۔ بار بار اپنی طبیعت و مزاج کے خلاف نظم کے تقاضے ادا کرنے پڑتے ہیں۔ اس وجہ سے لوگ پیچھے ہٹتے ہیں، لیکن ظاہری بات ہے کہ اگر مقصود اقامت دین کی جدوجہد ہے تو پھر اس کے لئے ایک منظم جماعت کا قیام اسی طرح ضروری ہے جیسے نماز کے لئے وضو کرنا اور حج کی ادائیگی کے لئے احرام باندھنا لازم ہے۔

۴) یہ سوچ درست نہیں کہ ہمیں عمل کی دعوت بتدریج دینی چاہئے۔ الحمدللہ کہ ﴿اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا﴾ ''آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت کو پورا کر دیا اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا'' (المائدہ:۳) کے الفاظ قرآنی کے مطابق دین مکمل ہو چکا ہے اور اب پورے کے پورے دین پر عمل کی کوشش کرنا لازم ہے۔ یہ درست ہے کہ مکی دور میں بہت کم احکامات شریعت نازل ہوئے۔ اکثر احکامات شریعت کا نزول مدنی دور میں ہوا۔ لیکن جیسے ہی ان احکامات کا نزول ہوا، اس کے فوراً بعد سے ان پر عمل واجب ہو گیا۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم کی ترتیب تلاوت میں وہ سورتیں ابتداء میں آتی ہیں جن میں احکامات شریعت کا بیان ہے۔ البتہ مکی دور میں تو محض ''لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ'' کہنے پر سختیاں اور صعوبتیں برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ اہل ایمان پر ابتداء ہی سے جو تکالیف اور مصائب آئے، اس سے ان کی تربیت ہوئی اور وہ صحیح معنوں میں انقلابی کارکن بن گئے۔ ان کی آزمائش کا آغاز کلمہ پڑھنے سے ہوتا تھا جبکہ ہمارا امتحان احکامات شریعت پر عمل کرنے سے شروع ہوتا ہے۔ اگر ہم لوگوں کی سہولتیں دیکھتے رہیں گے اور انہیں دین کے ان احکامات کی تلقین نہیں کریں گے جن پر عمل مشکل ہے تو اس طرح کے لوگ کبھی بھی انقلابی کارکن نہیں بن سکیں گے۔ مکی دور میں مردوں کے شانہ بشانہ خواتین نے بھی مصائب برداشت کئے۔ حضرت یاسرؓ کے ساتھ ان کی اہلیہ نے بھی اذیتیں جھیلتے جھیلتے جام شہادت نوش کیا۔ ہجرت میں مردوں کے ساتھ عورتیں بھی شریک تھیں۔ اس کا تذکرہ سورۂ آل عمران کی آیت ۱۹۵ میں ان الفاظ میں کیا گیا ہے:

﴿فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّیْ لَا اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی بَعْضُکُمْ مِّنْ بَعْضٍ فَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُکَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ط وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ ۝﴾

''پس جواب دیا ان کی دعاؤں کا ان کے رب نے کہ میں ضائع نہیں کرتا کسی عمل کرنے والے کے عمل کو خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔ تم ایک دوسرے ہی میں سے ہو۔ پس جن لوگوں نے ہجرت کی اور جو اپنے گھروں سے نکال دیئے گئے اور جنہیں میری راہ میں ستایا گیا اور جنہوں نے جنگ کی اور جو شہید کر دیئے گئے، میں ضرور ان سے ان کی خطائیں دور کر دوں گا اور انہیں داخل کروں گا ایسے باغات میں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ ہمیشہ رہیں گے ان میں۔ یہ بدلہ ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ کے پاس ہی ہے بہترین بدلہ''۔

۵) خدمت قرآن کے حوالے سے محض درس و تدریس کا کام کرنا بھی بہت اچھا ہے۔ ابتداء میں، میں تنہا یہ کام کر رہا تھا لیکن اب کئی اور شخصیات و ادارے یہ خدمت انجام دے رہے ہیں۔ ان اداروں میں الہدیٰ انٹرنیشنل بھی شامل ہے اور اس کا کام تبلیغی جماعت کے مقابلے میں اس اعتبار سے قابل قدر ہے کہ اس نے دعوت و تبلیغ کا ذریعہ قرآن حکیم کو بنایا ہے۔ ''تَعَاوُنْ عَلَی الْبِرِّ'' کے جذبہ کے تحت ہم نے اس ادارے سے ہمیشہ تعاون کیا ہے۔ قرآن آڈیٹوریم لاہور اور قرآن اکیڈمی کراچی میں محترمہ ڈاکٹر فرحت ہاشمی کے دروس کا بھی اہتمام کیا جا چکا ہے۔ لیکن انہوں نے درس و تدریس قرآن ہی کو مقصود بنا لیا ہے اور اس سے اگلی منزل کا ذکر ہی نہیں کیا جاتا۔ ہم درس و تدریس کو مقصود نہیں صرف ذریعہ سمجھتے ہیں جیسے نماز ایک ذریعہ ہے، اصل مقصود اقامت دین ہے۔ حکم قرآنی ہے کہ ﴿وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ﴾ ''صبر اور نماز سے مدد حاصل کرو'' (البقرہ:۱۵۳)۔ مدد کسی مقصود کے لئے حاصل کی جاتی ہے۔ سورۂ توبہ کی آیت ۳۳، سورۂ فتح کی

آیت ۲۸ اور سورۂ صف کی آیت ۹ کی روشنی میں مقصود ہے اقامت دین۔ اسی طرح درس و تدریس اصل مقصود نہیں بلکہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لئے ایک ذریعہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے ۱۹۶۷ء میں ایک طرف ''اسلام کی نشاۃ ثانیہ: کرنے کا اصل کام'' کے عنوان سے تحریر میں علمی کام کی اہمیت پر زور دیا لیکن اسی سال تنظیم اسلامی کی ''قراردادِ تاسیس'' بھی مرتب کی۔ ۱۹۷۲ء میں مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور قائم کی لیکن اس موقع پر بھی واضح کر دیا کہ انجمن کے قیام سے میرے پیش نظر محض درس و تدریس نہیں بلکہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ یعنی اقامت دین کے لئے راہ ہموار کرنا ہے۔

۶) طریقۂ کار کے ضمن میں اچھی طرح نوٹ کر لیں کہ ہم ممکن حد تک ''منہج انقلاب نبویؐ'' پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس طریقۂ کار میں اولین مرحلہ دعوت کا ہے لیکن اس میں بھی ابتداء میں زیادہ زور انذار پر ہوتا ہے نہ کہ تبشیر پر جیسا کہ سورۂ مدثر' سورۂ فرقان اور سورۂ یاسین کی ابتدائی آیات سے واضح ہے۔ دوسرے مرحلے میں جماعت سازی ہے لیکن بیعت سمع و طاعت کی مضبوط اور جکڑ دینے والی اساس پر۔ تیسرے مرحلے میں تربیت ہے جو حاصل ہوتا ہے پورے کے پورے دین پر عمل کرنے سے۔ پورے کے پورے دین پر عمل کے نتیجے میں بگڑے ہوئے معاشرے کی طرف سے ایسی مخالفت ہوتی ہے جو انسان کو کندن بنا دیتی ہے۔ پھر صبر محض کے مرحلے سے گزرنا تو اول دن ہی سے اس راہ کا لازمی حصہ ہے۔ ان مراحل سے گزر کر' اگر ایک جماعت فراہم ہو گئی تو اقدام کے مرحلے کا آغاز کیا جا سکے گا۔ سنت نبویؐ سے ماخوذ اس طریقۂ کار میں ہم محض لوگوں کی خواہشات کا خیال کرتے ہوئے اور ان سے پذیرائی حاصل کرنے کے لئے کوئی تبدیلی نہیں کر سکتے۔ ہمارا نصب العین رضائے الٰہی کا حصول ہے جیسا کہ ہمارے دستور کی دفعہ ا میں درج ہے:

الف: تنظیم اسلامی نہ معروف معنی میں سیاسی جماعت ہے' نہ مذہبی فرقہ بلکہ ایک اصولی' اسلامی' انقلابی جماعت ہے جو پہلے پاکستان اور بالآخر کل روئے زمین پر اللہ کے دین کے غلبے' یعنی نظام کے نظام عدل اجتماعی کے قیام' یا بالفاظ دیگر ''اسلامی انقلاب'' اور اس کے نتیجے میں ''نظام خلافت علیٰ منہاج النبوۃ'' کے قیام کے لئے کوشاں ہے۔

ب: انفرادی سطح پر اس کے جملہ شرکاء کا اصل نصب العین صرف رضائے الٰہی اور نجات اخروی کا حصول ہے۔

نصب العین رضائے الٰہی کا حصول ہونے کی وجہ سے ہم نہ اپنی دعوت میں کتمان حق کر سکتے ہیں تاکہ لوگ قریب آئیں اور نہ ہی مذہبی سیاسی جماعتوں کی طرح غیر سنجیدہ کام کر سکتے ہیں تاکہ کسی Short-cut کے ذریعہ جلد از جلد اقامت دین کی منزل سر کرنے کی کوشش کریں۔ اقامت دین ہمارا مقصود ہے لیکن نصب العین نہیں کہ ہم اس کی خاطر اصولوں پر سمجھوتہ کر کے اپنے طریقۂ کار کو بدل ڈالیں۔ میں نے تو ۱۹۷۴ء ہی میں یہ بات اپنی ایک تحریر میں لکھ دی تھی (جو ''تنظیم اسلامی کا تاریخی پس منظر'' نامی کتاب میں موجود ہے) کہ اقامت دین کی منزل مرحلے وار سر ہو گی یعنی ﴿لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ﴾ ''تم لازماً چڑھو گے درجہ بہ درجہ'' (الانشقاق: ۱۹)۔ صرف حضرت محمد ﷺ تھے جنہوں نے ایک ہی Life Span میں یہ کام مکمل کر لیا۔ اب تو کئی نسلوں میں جا کر یہ کام مکمل ہو گا۔ پچھلی صدی میں مولانا ابوالکلام آزاد نے حکومت الٰہیہ کا نعرہ لگایا۔ پھر جب وہ قومی جدوجہد میں کھو گئے تو مولانا مودودی نے اس کام کا بیڑا اٹھایا اور جب وہ انتخابی سیاست کی بھول بھلیوں میں گم ہو گئے تو میں اس مشن کو آگے لے کر چلنے کی کوشش کر رہا ہوں۔

۷) خواتین کو چاہئے کہ وہ تنظیم اسلامی کا موازنہ کسی اور جماعت یا تحریک سے نہ کریں۔ جس طرح غالب نے کہا تھا۔

ہیں اور بھی جہاں میں سخن ور اچھے
کہتے ہیں کہ غالب کا ہے انداز بیاں اور

اسی طرح تنظیم اسلامی اپنے قیام کی وجوہات' اپنی فکر' مقاصد' نصب العین اور طریقۂ کار کے اعتبار سے ایک منفرد جماعت ہے۔ اس سلسلہ میں ہر رفیق و رفیقۂ تنظیم کو مندرجہ ذیل تین کتابیں بار بار پڑھتے رہنا چاہئے:

☆ عزم تنظیم
☆ تنظیم اسلامی کا تاریخی پس منظر
☆ تنظیم اسلامی کا تعارف

۸) میں خواتین کو نصیحت کروں گا کہ وہ مردوں کے شانہ بشانہ دینی فرائض کی ادائیگی کا اہتمام کریں۔ ان کے کام کا اولین میدان گھر ہے۔ گھر میں اپنے شوہر' محرم مردوں اور اولاد کے حوالے سے حضرت خنساءؓ کی مثال یاد رکھیں جنہوں نے اپنے چار بیٹوں کی مجاہدانہ تربیت کی' ان کے اندر شوق شہادت پیدا کیا اور جنگ قادسیہ میں خود ساتھ لے جا کر اللہ کی راہ میں قربان کر دیا۔ پھر جو خواتین باصلاحیت ہیں اور جن کے لئے ممکن ہو' وہ گھر سے باہر بھی شریعت کی طے کردہ حدود میں مردوں کے شانہ بشانہ خدمت دین کا کام انجام دیں۔ قرآن حکیم خیر و شر دونوں کے فروغ کے حوالے سے خواتین کا ذکر مردوں کے شانہ بشانہ کرتا ہے۔ سورۃ التوبہ کی آیت ۶۷ میں منافق مردوں کے پہلو بہ پہلو منافق خواتین کا تذکرہ اس طرح کیا گیا:

﴿اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْ بَعْضٍ يَأْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ وَيَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝﴾

''منافق مرد اور منافق عورتیں ایک دوسرے ہی میں سے ہیں۔ برائی کا حکم دیتے ہیں اور نیکی سے روکتے ہیں اور اپنے ہاتھوں کو بند رکھتے ہیں (یعنی بخل کرتے ہیں) انہوں نے اللہ کو بھلا دیا تو اللہ نے انہیں نظرانداز کر دیا۔ بے شک منافقین ہیں ہی فاسق۔''

اسی سورہ کی آیت ۷۱ میں مومن مردوں کے شانہ بشانہ مومن خواتین کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا:

﴿وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ط اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ط اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝﴾

''مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے ساتھی ہیں۔ نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور اطاعت کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی۔ عنقریب اللہ ان پر رحم فرمائے گا۔ بے شک اللہ زبردست ہے کمال حکمت والا''۔

آخر میں' میں کہوں گا کہ ہمیں ''دینی فرائض کا جامع تصور'' اور ''منہج انقلاب نبویؐ'' کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہئے' ان کی روشنی میں اپنی کوششوں کا تنقیدی جائزہ لیتے رہنا چاہئے اور کوتاہیوں کی اصلاح کرتے رہنا چاہئے۔ ''اس کی امیدیں قلیل' اس کے مقاصد جلیل'' کے مصداق نتائج کی پرواہ کئے بغیر' ذہنا ناکامیوں کے لئے تیار رہتے ہوئے خالصتاً رضائے الٰہی اور نجات اخروی کے حصول کے لئے تن من دھن لگا کر دینی فرائض کی ادائیگی کا اہتمام کرتے رہنا چاہئے۔ ہمیں نہ دائیں بائیں کے جزوی کاموں کو دیکھ کر متاثر ہونا چاہئے اور نہ ہی اپنی قلت تعداد سے مایوس ہونا چاہئے۔ ''قَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ'' کے مصداق ابتداء میں انقلابی تحریک کا ساتھ دینے والے ہمیشہ کم ہی ہوتے ہیں۔ مکی دور میں نبی اکرم ﷺ کو ۱۳ برس کی محنت شاقہ کے نتیجہ میں بمشکل سو یا سوا سو ساتھی میسر آئے لیکن جب کٹھن مراحل کے بعد فتوحات کا دور آیا تو لوگ فوج در فوج دائرہ اسلام میں داخل ہونے لگے۔ میری دعا ہے کہ:

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا
مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ' آمین

تنظیمی اطلاعات

☆ تنظیم اسلامی کراچی (غربی) کو تحلیل کر دیا گیا ہے۔ اسرہ اورنگی ٹاؤن اب براہِ راست تنظیم اسلامی حلقہ سندھ (زیریں) کے تحت کام کرے گا۔

☆ جناب وسیم احمد کو حلقہ لاہور ڈویژن کے مرکزی دفتر میں اہم ذمہ داری تفویض کئے جانے کے بعد جناب بریگیڈیئر (ر) غلام مرتضیٰ کو تنظیم اسلامی لاہور (چھاؤنی) کا امیر مقرر کیا گیا ہے۔

ضرورت رشتہ

دینی مزاج کے حامل خاندان کی ۲۶ سالہ اکلوتی بیٹی' ایم اے (اسلامیات)' باپردہ' امور خانہ داری سے واقف کے لئے ترجیحاً ارائیں' کمبوہ یا جٹ برادری' متوسط طبقہ' لاہور کے قریب رہائشی' مذہبی خاندان سے رشتہ مطلوب ہے۔
رابطہ: سردار اعوان' 36۔ کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور

تنظیم اسلامی کا پیغام
نظام خلافت کا قیام

پاکستان کی غیر مؤثر پراپیگنڈہ لابی

نیو یارک کے علاقے کوئنز اور لانگ آئی لینڈ کے رہنے والے ہندوؤں کی ایک ویب سائٹ چند ہفتے پیشتر نیو یارک ٹائمز، شکاگو سن ٹائمز اور کئی بڑے اخبارات کی شہ سرخی رہی۔ چونکہ یہ ویب سائٹ مسلمانوں اور خصوصاً پاکستانیوں کے خلاف نفرت پھیلانے میں مصروف تھی لہٰذا مسلم کیمونٹی کی جانب سے شکایات موصول ہونے پر اس کو شٹ ڈاؤن کر دیا گیا۔ لیکن چند دن بعد یہ ویب سائٹ دوبارہ بحال کر دی گئی۔ وہ اس لئے کہ اس ویب سائٹ کی پشت پناہی بروکلین (نیو یارک) کے مذہبی شدت پسند یہودی کر رہے ہیں۔ ان یہودیوں کے بارے میں ایف بی آئی کو یقین ہے کہ یہ اسرائیل میں مصروف عمل عرب مخالف دہشت گرد تنظیموں کی معاونت کر رہے ہیں۔ اور یہودیوں پر تو امریکہ ویسے بھی نگاہِ غلط انداز ڈالنے کی جرأت نہیں کر سکتا کجا یہ کہ دہشت گرد یہودی!

نیو یارک کے یہ ہندو اور یہودی جو کہ کافی عرصے سے پہلو بہ پہلو رہ رہے ہیں، دوستی کے مضبوط بندھن میں

امریکی ہندوؤں نے ایک پلیٹ فارم پر متحد ہو کر بھارت کے لیے لابی شروع کر رکھی ہے

منسلک ہیں۔ اس گٹھ جوڑ کے پسِ پردہ ان کی اسلام دشمنی ہے۔ اور جب دشمن مشترکہ ہو تو دوستی کی پائیداری ضرب المثل بن جایا کرتی ہے۔ لہٰذا اگر یہ دوستی ہندوؤں کی جانب سے اسرائیل ڈے پریڈ میں نظر آتی ہے تو یہودیوں کی جانب سے اس کا اظہار اقوامِ متحدہ کے ہیڈ کوارٹر کے سامنے اس احتجاج کی صورت میں بھی دیکھا جاتا ہے جو وہ افغانستان میں موجود ہندوؤں کے ساتھ طالبان کے ''سلوک'' پر کرتے ہیں۔ ان ہندوؤں اور یہودیوں کا کہنا ہے کہ ''ہم ایک ہی جنگ لڑ رہے ہیں، چاہے آپ اسے فلسطینی کہہ لیں، افغانی کا نام دے لیں یا پاکستانی کے عنوان سے منسوب کر لیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہم ہندو اور یہودی جس مشکل سے دوچار ہیں اس کا نام ہے ''اسلام''۔

یہود و ہنود کے گٹھ جوڑ نے نیو یارک میں اس نظریے کو جنم دیا ہے کہ یہ ہندو اور یہودی صرف کسی بہتر زندگی اور اچھے مستقبل کی تلاش میں نیو یارک نہیں آئے بلکہ دراصل انہوں نے نیو یارک جیسے بڑے شہر کو اسلام کے خلاف لابنگ کے لئے بطور ایک پولیٹیکل سٹیشن کے چن رکھا ہے۔ ان کی اکثریت ایسے افراد پر مشتمل ہے جو مختصر عرصے کے لئے امریکہ آتے ہیں اور مسلمانوں کے

رعنا ہاشم خان

خلاف لابنگ اور پراپیگنڈہ کرنے کے ساتھ ساتھ یہاں مستقل رہنے والے ہندوؤں اور یہودیوں کی مسلمانوں کے خلاف برین واشنگ بھی کرتے ہیں۔ یہ اپنی نسلِ نو کو یہ سبق بھی پڑھاتے ہیں کہ ہم کو اپنے اپنے وطن واپس جانا ہے اور دشمن کا سامنا کرنا ہے۔ یہودیوں اور ہندوؤں کے ان نہایت منظم گروپس کے کرتا دھرتا پورا سال ایک پاؤں امریکہ میں اور ایک پاؤں بھارت یا اسرائیل میں رکھے رہتے ہیں۔

۳۰ سالہ روہت ویاس مان جس کی ویب سائٹ HinduUnity.org کا ہم اوپر تذکرہ کر چکے ہیں، ۱۳ سال کی عمر میں امریکہ آیا تھا۔ اس کی ویب سائٹ کے میجر سپورٹرز میں یہودی لابی کے ساتھ ساتھ امریکن ہندوؤں کا وہ گروپ بھی شامل ہے جو ۱۹۹۲ء میں بابری مسجد کے واقعے میں ملوث تھا۔ روہت ویاسان اب واپس بھارت جانا چاہتا ہے تاکہ بابری مسجد کی جگہ مندر تعمیر کرنے کی کارروائیوں میں شریک ہو سکے۔ یہ اپنے آپ کو ہندوتوا کا پامی کہلاتا ہے جس کا مطلب ہے ہندو مذہب اور کلچر۔ روہت ویاسان کی ویب سائٹ کو چلانے، سنبھالنے اور سپورٹ کرنے کے لئے اس وقت ۵۰۰ ہندو اور یہودی متحرک ہیں۔ بروکلین کے یہودی

ہندوؤں اور یہودیوں نے امریکی ذرائع ابلاغ کی سوچ کو یکسر بدل دیا ہے

بھی ایک خلاف اسلام ویب سائٹ Kahane.org چلا رہے ہیں۔ اس ویب سائٹ کے مینیجر مائیکل گوزوفسکی کا کہنا ہے کہ نیو یارک کے ہندو اور یہودی اس باہمی ''درد'' کو بخوبی سمجھتے ہیں جو انہیں اسلام کے ہاتھوں پہنچ رہا ہے۔ گو کہ مذہبی اعتبار سے یہ دونوں قطعی مختلف ہیں لیکن ان کا کہنا ہے کہ ہم آپس کی گفتگو میں اپنے مذاہب کو کبھی موضوع نہیں بناتے۔

یہ کوئی نیا واقعہ نہیں ہے کہ یہودیوں کا شاطر دماغ اور ہندوؤں کی متعصبانہ ذہنیت عالمِ اسلام کے خلاف مشترکہ سازش کا جال بننے میں مشغول ہے۔ مسجدِ قرطبہ، بیت المقدس اور بابری مسجد کی حالتِ زار بتاتی ہے کہ اندلس کے عیسائی، اسرائیل کے یہودی اور بھارت کے ہندو اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ اسلام کے ازلی دشمنوں یہود و ہنود نے آج امریکہ کی چوکھٹ پکڑ کر اور آپس میں گٹھ جوڑ کر کے نہ صرف بھارت اور اسرائیل کو معاشی طور پر مضبوط کرنے کی مہم شروع کر رکھی ہے بلکہ افغانستان کے بعد اب وہ پاکستان کے خلاف بھی زہریلے پراپیگنڈے میں مصروف ہیں۔ خاص طور پر امریکی ہندوؤں نے ایک پلیٹ فارم پر متحد ہو کر بھارت کے لئے زبردست لابی شروع کر رکھی ہے۔ دوسری طرف ہم ہیں اور ہماری غیر مؤثر لابی! خواب تو ہم بے شک یہی دیکھتے ہیں کہ ہمارے بدترین دشمن یہود، ہنود و نصاریٰ ہمارے قدموں میں لوٹ رہے ہیں لیکن تعبیر کچھ یوں ہے کہ ان کی معیشت کو مضبوط بنانے میں ہم پاکستانی ریڑھ کی ہڈی

پاکستانی لابی خوابِ غفلت میں ڈوبی ہوئی ہے

بنے ہوئے ہیں۔

امریکہ میں ہمارا بہترین ٹیلنٹ امریکی کمپنیوں کا ایندھن بن رہا ہے، ''مغضوبِ علیھم'' قرار دی گئی یہودی قوم کی مصنوعات کو ہم نے تسکینِ قلب و نظر رکھا ہے اور رہ گئے ہندو تو عام مشاہدہ ہے کہ پاکستانی گروسری سٹورز کے بجائے ہم کو ہندوستانی گروسری سٹورز زیادہ بھاتے ہیں، بھارتی فلمیں دیکھنے اور ان کا میوزک سننے کی ابلیسی خواہش کی تکمیل کے لئے بھاری فیس ادا کر کے پاکستان اور اسلام کے خلاف زہر اگلتے بھارتی چینلو ٹی وی ایشیا اور زی ٹی وی اپنے گھروں میں لگواتے ہیں۔ بھاگم بھاگ ان کے ثقافتی پروگرامز کو کامیاب کرواتے ہیں جبکہ ان ثقافتی پروگرامز کا ایک بڑا حصہ پاکستان، کشمیر اور اسلام کے خلاف لابی کرنے اور پروپیگنڈے کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔

سیاسی ماہرین کی ایک حالیہ رپورٹ کے مطابق بھارت کی وزارتِ خارجہ کی کارکردگی بے مثال ہے

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

پاکستان کی غیر مؤثر پراپیگنڈہ لابی

رعنا ہاشم خان

نیویارک کے علاقے کوئنز اور لانگ آئی لینڈ کے رہنے والے ہندوؤں کی ایک ویب سائٹ چند ہفتے پیشتر نیویارک ٹائمز، شکاگو سن ٹائمز اور کئی بڑے اخبارات کی شہ سرخی رہی۔ چونکہ یہ ویب سائٹ مسلمانوں اور خصوصاً پاکستانیوں کے خلاف نفرت پھیلانے میں مصروف تھی لہٰذا مسلم کمیونٹی کی جانب سے شکایات موصول ہونے پر اس کو شٹ ڈاؤن کر دیا گیا۔ لیکن چند دن بعد یہ ویب سائٹ دوبارہ بحال کر دی گئی۔ وہ اس لئے کہ اس ویب سائٹ کی پشت پناہی بروکلین (نیویارک) کے مذہبی شدت پسند یہودی کر رہے ہیں۔ ان یہودیوں کے بارے میں ایف بی آئی کو یقین ہے کہ یہ اسرائیل میں مصروف عمل عرب مخالف دہشت گرد تنظیموں کی معاونت کر رہے ہیں۔ اور یہودیوں پر تو امریکہ ویسے بھی نگاہِ غلط انداز ڈالنے کی جرأت نہیں کر سکتا کجا یہ کہ دہشت گرد یہودی!

نیویارک کے یہ ہندو اور یہودی جو کہ کافی عرصے سے پہلو بہ پہلو رہ رہے ہیں دوستی کے مضبوط بندھن میں

امریکی ہندوؤں نے ایک پلیٹ فارم پر متحد ہو کر بھارت کے لیے لابی شروع کر رکھی ہے

منسلک ہیں۔ اس گٹھ جوڑ کے پس پردہ ان کی اسلام دشمنی ہے۔ اور جب دشمن مشترکہ ہو تو دوستی کی پائیداری ضرب المثل بن جایا کرتی ہے۔ لہٰذا اگر یہ دوستی ہندوؤں کی جانب سے اسرائیل ڈے پریڈ میں نظر آتی ہے تو یہودیوں کی جانب سے اس کا اظہار اقوام متحدہ کے ہیڈ کوارٹر کے سامنے اس احتجاج کی صورت میں بھی دیکھا جاتا ہے جو وہ افغانستان میں موجود ہندوؤں کے ساتھ طالبان کے ''سلوک'' پر کرتے ہیں۔ ان ہندوؤں اور یہودیوں کا کہنا ہے کہ ''ہم ایک ہی جنگ لڑ رہے ہیں، چاہے آپ اسے فلسطینی کہہ لیں، افغانی کا نام دے لیں یا پاکستانی کے عنوان سے منسوب کر لیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہم ہندو اور یہودی جس مشکل سے دوچار ہیں اس کا نام ہے ''اسلام''۔

یہود و ہنود کے گٹھ جوڑ نے نیویارک میں اس نظریئے کو جنم دیا ہے کہ یہ ہندو اور یہودی صرف کسی بہتر زندگی اور اچھے مستقبل کی تلاش میں نیویارک نہیں آئے بلکہ دراصل انہوں نے نیویارک جیسے بڑے شہر کو اسلام کے خلاف لابنگ کے لئے بطور ایک پولیٹیکل سٹیشن کے چن رکھا ہے۔ ان کی اکثریت ایسے افراد پر مشتمل ہے جو مختصر عرصے کے لئے امریکہ آتے ہیں اور مسلمانوں کے خلاف لابنگ اور پراپیگنڈہ کرنے کے ساتھ ساتھ یہاں مستقل رہنے والے ہندوؤں اور یہودیوں کی مسلمانوں کے خلاف برین واشنگ بھی کرتے ہیں۔ یہ اپنی نسلِ نو کو یہ سبق بھی پڑھاتے ہیں کہ ہم کو اپنے اپنے وطن واپس جانا ہے اور دشمن کا سامنا کرنا ہے۔ یہودیوں اور ہندوؤں کے ان نہایت منظم گروپس کے کرتا دھرتا پورا سال ایک پاؤں امریکہ میں اور ایک پاؤں بھارت یا اسرائیل میں رکھے رہتے ہیں۔

۳۰ سالہ روہت ویاس مان جس کی ویب سائٹ HinduUnity.org کا ہم اوپر تذکرہ کر چکے ہیں ۱۳ سال کی عمر میں امریکہ آیا تھا۔ اس کی ویب سائٹ کے میجر سپورٹرز میں یہودی لابی کے ساتھ ساتھ امریکن ہندوؤں کا وہ گروپ بھی شامل ہے جو ۱۹۹۲ء میں بابری مسجد کے واقعے میں ملوث تھا۔ روہت ویاسان اب واپس بھارت جانا چاہتا ہے تاکہ بابری مسجد کی جگہ مندر تعمیر کرنے کی کارروائیوں میں شریک ہو سکے۔ یہ اپنے آپ کو ہندوتا کا پاسی کہلاتا ہے جس کا مطلب ہے ہندو مذہب اور کلچر۔ روہت ویاسان کی ویب سائٹ کو چلانے، سنبھالنے اور سپورٹ کرنے کے لئے اس وقت ۵۰۰ ہندو اور یہودی متحرک ہیں۔ بروکلین کے یہودی

ہندوؤں اور یہودیوں نے امریکی ذرائع ابلاغ کی سوچ کو یکسر بدل دیا ہے

بھی ایک خلاف اسلام ویب سائٹ Kahane.org چلا رہے ہیں۔ اس ویب سائٹ کے منیجر مائیکل گوزوفسکی کا کہنا ہے کہ نیویارک کے ہندو اور یہودی اس باہمی ''درد'' کو بخوبی سمجھتے ہیں جو انہیں اسلام کے ہاتھوں پہنچ رہا ہے۔ گو کہ مذہبی اعتبار سے یہ دونوں قطعی مختلف ہیں لیکن ان کا کہنا ہے کہ ہم آپس کی گفتگو میں اپنے مذاہب کو کبھی موضوع نہیں بناتے۔

یہ کوئی نیا واقعہ نہیں ہے کہ یہودیوں کا شاطر دماغ اور ہندوؤں کی متعصبانہ ذہنیت عالم اسلام کے خلاف مشترکہ سازش کا جال بننے میں مشغول ہے۔ مسجدِ قرطبہ، بیت المقدس اور بابری مسجد کی حالتِ زار بتاتی ہے کہ اندلس کے عیسائی، اسرائیل کے یہودی اور بھارت کے ہندو اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ اسلام کے ازلی دشمنوں یہود و ہنود نے آج امریکہ کی چوکھٹ پکڑ کر اور آپس میں گٹھ جوڑ کر کے نہ صرف بھارت اور اسرائیل کو معاشی طور پر مضبوط کرنے کی مہم شروع کر رکھی ہے بلکہ افغانستان کے بعد اب وہ پاکستان کے خلاف بھی زہریلے پراپیگنڈے میں مصروف ہیں۔ خاص طور پر امریکی ہندوؤں ایک پلیٹ فارم پر متحد ہو کر بھارت کے لئے زبردست لابی شروع کر رکھی ہے۔ دوسری طرف ہم ہیں اور ہماری غیر مؤثر لابی! خواب تو ہم بے شک یہی دیکھتے ہیں کہ ہمارے بدترین دشمن یہود، ہنود و نصاریٰ ہمارے قدموں میں لوٹ رہے ہیں لیکن تعبیر کچھ یوں ہے کہ ان کی معیشت کو مضبوط بنانے میں ہم پاکستانی ریڑھ کی ہڈی

پاکستانی لابی خوابِ غفلت میں ڈوبی ہوئی ہے

بنے ہوئے ہیں۔

امریکہ میں ہمارا بہترین ٹیلنٹ امریکی کمپنیوں کا ایندھن بن رہا ہے، ''مغضوب علیھم'' قرار دی گئی یہودی قوم کی مصنوعات کو ہم نے تسکین قلب و نظر رکھا ہے اور رہ گئے ہندو تو عام مشاہدہ ہے کہ پاکستانی گروسری سٹورز کے بجائے ہم کو ہندوستانی گروسری سٹورز زیادہ بھاتے ہیں، بھارتی فلمیں دیکھنے اور ان کا میوزک سننے کی ابلیسی خواہش کی تکمیل کے لئے بھاری فیس ادا کر کے پاکستان اور اسلام کے خلاف زہر اگلتے بھارتی چینلوں ٹی وی ایشیا اور زی ٹی وی اپنے گھروں میں لگواتے ہیں۔ بھاگم بھاگ ان کے ثقافتی پروگرامز کو کامیاب کرواتے ہیں جبکہ ان ثقافتی پروگرامز کا ایک بڑا حصہ پاکستان، کشمیر اور اسلام کے خلاف لابی کرنے اور پروپیگنڈے کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔

سیاسی ماہرین کی ایک حالیہ رپورٹ کے مطابق بھارت کی وزارت خارجہ کی کارکردگی بے مثال ہے جو

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

مولانا مودودی کی فکر سے اختلاف کے باعث کوئی شخص جماعت سے علیحدہ نہیں ہوا

قرآن حکیم کی دعوت اور حکمت کو عام کرنے کے لئے دینی مدرسے کی تعلیم ضروری نہیں

گھٹن کے ماحول میں انسان کی اپنی شخصیت ختم ہو جاتی ہے

کاش 1957ء میں مولانا نے ہماری رائے مان لی ہوتی!

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کا 24 اگست کے نوائے وقت میں شائع ہونے والا انٹرویو

(دوسری اور آخری قسط)

نوائے وقت: ہمارے یہاں جو قدیم علماء ہیں وہ کہتے ہیں کہ اگر دینی مدرسے میں قرآن کی تعلیم حاصل نہ کریں تو دینی فہم میں استناد پیدا نہیں ہوتا۔

ڈاکٹر اسرار احمد: ان کی بات صحیح بھی ہے اور غلط بھی۔ ایک ہے کسی شخص کا مفتی بننا کہ وہ یہ کہہ سکے کہ یہ چیز جائز ہے یا ناجائز ہے۔ حلال ہے یا حرام ہے۔ یہ بات بتانے کے لئے دینی مدرسے کی تعلیم ضروری ہے۔ لیکن ایک چیز ہے قرآن کی دعوت پیش کرنا' قرآن کی حکمت کو عام کرنا اس کے لئے دینی مدرسے کی تعلیم ضروری نہیں ہے۔ عربی زبان اتنی آنی چاہئے کہ آپ براہ راست قرآن کو سمجھیں اور فقہی مسائل کے اندر آپ سلف کے ساتھ جڑے رہیں' خود مجتہد نہ بن جائیں۔ امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ کی رائے ہے۔ ان میں سے کسی ایک سلف کی رائے کے ساتھ آپ کی رائے ہونی چاہئے۔ یہاں تک حدیث موجود ہے کہ پہنچاؤ میری جانب سے خواہ ایک ہی آیت ہو۔ خواتین میں ڈاکٹر فرحت ہاشمی کا درس مقبول ہو رہا ہے۔ اونچے گھرانوں کی خواتین جمع ہو رہی ہیں تو یہ اچھی بات ہے لیکن اب وہ مفتی بن کر بیٹھ جائیں تو یہ غلط بات ہوگی۔ حالانکہ وہ اس اعتبار سے کوالیفائیڈ ہیں کہ ڈاکٹریٹ بھی ہیں لیکن ڈاکٹریٹ انہوں نے انگلستان کی یونیورسٹی سے کی ہے۔ انگلستان سے ڈاکٹریٹ کرنا ہمارے علماء کے نزدیک کوالیفکیشن نہیں ہے بلکہ ڈس کوالیفکیشن ہے۔ اس کے باوجود میں یہ کہتا ہوں کہ دین اور قرآن کی دعوت کو عام کرنے کے لئے کوئی پابندی نہیں ہونی چاہئے۔

نوائے وقت: اگر آپ جماعت اسلامی سے الگ نہ ہوتے اور جماعت میں شامل رہتے تو جماعت میں آپ کا مقام بلند ہوتا۔ ہو سکتا ہے کہ امارت کے منصب پر بھی آپ ہی ہوتے!

ڈاکٹر اسرار احمد: اس بات کا امکان زیادہ ہوتا کہ مجھے جماعت سے نکال دیا جاتا جیسے مولانا وصی مظہر ندوی کو نکال دیا گیا۔ ماچھی گوٹھ کے اجتماع میں ان کی رائے ہمارے ساتھ تھی لیکن وہ مستعفی نہیں ہوئے بلکہ جب مقررین کو تقریر کے لئے وقت دیا جا رہا تھا تو انہوں نے اپنا وقت بھی مجھے دے دیا تھا۔ لیکن اس کے بعد جماعت سے اختلاف ہے تو آپ جماعت کے رکن تو رہ سکتے ہیں لیکن نہ زبان سے بول سکتے ہیں نہ قلم سے لکھ سکتے ہیں' آپس میں گفتگو نہیں کر سکتے۔ ارکان سے بات نہیں کر سکتے۔ مقامی ارکان اور حلقے کے ارکان کے اجتماع میں بھی بات نہیں کر سکتے' صرف آل پاکستان اجتماع میں بات کر سکتے ہیں۔ وہ آل پاکستان اجتماع کبھی چھ سال بعد ہوتا ہے کبھی چار سال بعد ہوتا ہے۔ پھر وہاں دس ہزار افراد جمع ہوں گے تو بات کرنے کا موقع کہاں ہوگا۔ اب ظاہر بات ہے کہ اتنی پابندیوں کے ساتھ آپ رہیں گے تو کہیں نہ کہیں آپ کے منہ سے بات نکل جائے گی۔ بس آپ نکل جائیں۔ ویسے حدیث میں آیا ہے کہ ”کاش! کہ یوں ہو جاتا“ اس سے شیطان کے عمل کا آغاز ہو جاتا ہے۔ جو ہوا' اللہ کی مشیت تھی اور وہ اپنے معاملات کو بہتر جانتا ہے۔ بہرحال یہ اندازے ہیں کہ اگر میں جماعت میں ہوتا تو میرا کیا حشر ہوتا۔ یا جماعت سے نکالا جاتا یا میری موت واقع ہو جاتی۔ آدمی اتنی گھٹن میں رہے کہ اپنی بات بھی نہ کہہ سکے تو اس کی شخصیت ختم ہو جاتی ہے۔

نوائے وقت: جماعت کے اندر کوئی بھی ایسا شخص نہیں رہ سکا جس کی اپنی آزاد فکر تھی۔ جو لوگ جماعت میں مولانا مودودی کی فکر کے تابع ہو کر رہے وہ تو مطمئن اور خوش رہے لیکن جن میں قرآن و حدیث سے براہ راست استفادہ کرنے کی صلاحیت تھی جیسے مولانا امین احسن اصلاحی' مولانا علی میاں' مولانا منظور نعمانی یا خود آپ۔ تو کیا مولانا مودودی کی فکر میں کوئی ایسی استبدادیت تھی کہ آدمی اس فکر کے تابع ہو کر ہی جماعت کے اندر رہ سکتا تھا؟

ڈاکٹر اسرار احمد: میرے نزدیک مولانا مودودی کی فکر کا استبداد جماعت میں نہیں رہا' اور کوئی بھی شخص جماعت سے مولانا کی فکر سے اختلاف کی وجہ سے علیحدہ نہیں ہوا۔ وہ واقعات دوسرے ہیں۔ مولانا امین احسن اصلاحی کی شکایت یہ تھی کہ مولانا مودودی میں ڈکٹیٹر شپ آ گئی ہے اور انہوں نے معاملات میں مشورہ کرنا چھوڑ دیا ہے۔ لہٰذا اب میں نہیں چل سکتا۔ میری رائے یہ تھی کہ الیکشن میں حصہ لے کر جماعت نے اپنی نوعیت بدل دی ہے۔ پہلے یہ اصولی' اصلاحی اور اسلامی جماعت تھی اب یہ قومی سیاسی جماعت بن گئی ہے۔ یہ میرا موقف تھا۔ قرآن و حدیث کی تعبیر کے اختلاف کی وجہ سے مولانا منظور نعمانی گئے نہ علی میاں گئے۔ نہ اصلاحی صاحب گئے نہ مولانا عبدالغفار حسن گئے اور نہ میں گیا۔ لیکن اتنا ضرور ہے کہ مولانا مودودی کی حیثیت ایک داعی کی تھی۔ ان کی دعوت پر سب جمع ہوئے تھے تو ان کا ایک سٹیٹس تھا۔ ان کی فکر کو صحیح سمجھ کر لوگ جمع ہوئے تھے اس لئے فکر تو ان ہی کی چلنی تھی۔ لیکن مشورے کی فضا بھی رہنی چاہئے تھی۔ مثلاً ہم لوگوں کی رائے تھی کہ الیکشن میں حصہ لے کر ہم سے غلطی ہوئی ہے تو مولانا مودودی کو ہماری رائے پر غور کرنا چاہئے تھا۔ صرف اس وجہ سے کہ ہم نے ان کی رائے سے اختلاف کیا تھا اس لئے یہ اختلاف ذاتی نوعیت کا تھا۔ معاذ اللہ ہمیں ان سے کوئی ذاتی پرخاش نہیں تھی۔ پھر ۱۹۷۱ء میں آ کر مولانا خود بھی اسی رائے پر پہنچ گئے۔ کاش ۱۹۵۷ء میں

انہوں نے ہماری رائے مان لی ہوتی۔

نوائے وقت: میں نے مولانا کا ایک انٹرویو ان کی زندگی کے آخری زمانے میں کیا تھا تو اس انٹرویو میں انہوں نے فرمایا تھا کہ میں نے کبھی یہ نہیں کہا کہ اسلام صرف جمہوری راستے ہی سے آ سکتا ہے۔ اسلام کے نفاذ کے بہت سے دوسرے راستے بھی ہیں مثلاً طاقت کے ذریعے انقلاب۔

ڈاکٹر اسرار احمد: لیکن اس فکر کو جماعت نے قبول نہیں کیا۔ اس لئے کہ مولانا نے ساری عمر تو گزار دی اسی جمہوری الیکشن کے اندر۔ ۱۹۵۱ء سے ۱۹۷۰ء تک جماعت نے مسلسل انتخابات میں حصہ لیا اور اس میں ہاری بھی اور مار بھی کھائی۔ اور اس میں الیکشن کا رنگ پختہ ہوگیا اور جو اس پالیسی سے اختلاف رکھتے تھے وہ جماعت کو چھوڑ کر چلے گئے اور اس میں وہی لوگ رہ گئے تھے جو اسی الیکشن کی فضا میں پلے بڑھے۔ اور جماعت نے مولانا مودودی کی اس رائے کو اختیار نہیں کیا۔ اس لئے کہ مولانا جب شوریٰ کے اجلاس میں آئے اور اس وقت مولانا امیر نہیں تھے' امیر میاں طفیل محمد تھے' تو مولانا نے شوریٰ کے اجلاس میں کہا کہ میری اب یہ رائے بن گئی ہے کہ یہاں انتخابی عمل کے ذریعے اسلام کا نفاذ نہیں ہوسکتا۔ اس کے متبادل راستے پر غور کرنا چاہئے۔ اس پر شوریٰ کے لوگوں نے کھڑے ہو کر تقریریں شروع کر دیں۔ سب سے زیادہ تلخ تقریر کراچی کے سید منور حسن نے کی۔ جب انہوں نے دلائل دینے شروع کئے تو مولانا نے بھنا کر کہا یہ ساری دلیلیں میں نے ہی آپ کو پڑھائی تھیں لیکن آج میں اس نتیجے پر پہنچ چکا ہوں کہ یہ غیر موثر ہے اور اس سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ لیکن جب انہوں نے رنگ دیکھا شوریٰ کا تو انہوں نے کہا کہ میں نے جو بات کہنی تھی کہہ دی ہے اب آپ لوگ جو چاہیں فیصلہ کریں۔ یہ کہہ کر وہ چلے گئے۔ میاں طفیل محمد صاحب نے فرمایا کہ مولانا اب جماعت کے امیر نہیں ہیں' انہیں حالات کا پوری طرح علم نہیں ہے اس لئے ہمیں تو اپنا راستہ دیکھنا ہے۔ وہی پالیسی اب تک چل رہی ہے۔ وہ ۱۹۷۱ء تھا' اب تیس برس بعد ۲۰۰۱ء میں بلدیاتی انتخابات میں جماعت نے جس طرح حصہ لیا ہے وہ سب کے سامنے ہے۔

بقیہ: تجزیہ

دشمنی میں پاک افغان سرحد پر مبصرین کا تعین چاہتے تھے۔ ہماری وزارت خارجہ سے یہ بھی نہ ہو سکا کہ وہ سلامتی کونسل میں اس قرارداد کو ویٹو کرنے کے لئے چین کو متحرک کرتی۔ امریکہ نے طالبان کی دہشت گردی کا وہ واویلا کیا کہ چین بھی اس بات پر راضی ہوگیا کہ پاک افغان سرحد پر مبصرین ہونے چاہئیں۔ اور اب امریکہ پاکستان کو مبصرین کی حفاظت کا بندوبست کرنے کو کہہ رہا ہے۔ اگر ہماری وزارت خارجہ پوری تن دہی اور جرأت کے ساتھ اس معاملے میں اپنا موقف چین کے سامنے رکھتی تو یقیناً چین اس قرارداد کی حمایت سے باز رہتا!

ہم حکومت سے درخواست کرتے ہیں کہ اگر وہ حقیقتاً آزاد خارجہ پالیسی اپنانا چاہتی ہے اور اس سلسلے میں اٹھائے جانے والے اقدام حقیقی ہیں نمائشی نہیں تو وہ سب سے پہلے وزارت خارجہ کی اوور ہالنگ کرے اور ان سب عناصر سے اس اہم محکمہ کو پاک کرے جو مغرب اور امریکہ سے اس قدر مرعوب اور خوف زدہ ہیں کہ ان کی نافرمانی کا تصور بھی نہیں کرتے۔ اگر پاکستانی عوام اپنا پیٹ کاٹ کر ان افسران کے لئے شاندار بنگلوں اور کاروں کا بندوبست کرتی ہے تو ان کا بھی فرض ہے کہ وہ سوچیں کہ انہیں اس کا حق کس طرح ادا کرنا ہے' وگرنہ ڈاؤن سائزنگ سب سے پہلے وزارت خارجہ میں ہونی چاہئے۔ ہمیں ٹیڑھے منہ میں پائپ دبا کر انگریزی بولنے والوں کی نہیں' پاکستان کے حقیقی خادموں کی ضرورت ہے جن کے سامنے صرف اور صرف پاکستان کا مفاد ہو اور جو امریکہ سے نہیں' اللہ سے ڈرتے ہوں۔

بقیہ: مکتوب شکاگو

سفارتی سطح پر پاکستان کو ہمیشہ ہی مات دے دیتی ہے۔ اس وقت بھارت بھی اسرائیل اور تائیوان کی طرح اپنی لابی پر نہ صرف بھاری رقم خرچ کر رہا ہے بلکہ اس نے ڈیموکریٹک اور ری پبلکن لیڈرز کے علاوہ کئی سابقہ گورنرز کی خدمات بھی مستعار لے رکھی ہیں۔ فی الوقت ہندوستانی کیمونٹی کے روحِ رواں مسٹر سٹیفن جے سولارز ہیں۔ موصوف کانگرس کے سابقہ ڈیموکریٹک رکن ہیں اور انہوں نے اپنی زہر اگلتی زبان اور انگارے برساتے قلم کو ہمیشہ ہی پاکستان کے خلاف استعمال کیا ہے۔ بھارتی امریکن سیاسی طور پر نہایت متحرک ہیں اور خصوصاً پاکستان کے خلاف وہ سب مل کر ایک چبوترے پر کھڑے ہیں۔ ان کی اس یکجہتی اور رات دن کی انتھک کوششوں سے ہندوستان کے لئے ایک مضبوط لابی بن چکی ہے اور انہوں نے واشنگٹن میں وہی مقام بنا لیا ہے جو اسرائیلی لابی کا ہے۔ ان ہندو اور اسرائیلی لابیز نے مل کر پوری امریکی حکومت اور ذرائع ابلاغ کی سوچ ہی کو تبدیل کر کے رکھ دیا ہے ـــــ جبکہ ہم پاکستانیوں نے ''مل جل'' کر ہندوؤں اور یہودیوں کے لئے میدان صاف کر دیا ہے۔ پاکستانی پروپیگنڈا لابی جو کہ خوابِ غفلت میں ڈوبی ہوئی ہے' اس کو جگانے اور موثر بنانے کے لئے ایک ایسے روشن ضمیر مردِ مومن کی اشد ضرورت ہے جو اپنے ذاتی مفاد کو پسِ پشت ڈال کر صرف اور صرف وطنِ عزیز کی ضرورت اور عالمِ اسلام کے اردگرد منڈلانے والے خطرات کو مدِنظر رکھ کر اپنا کام کر سکے۔ ہماری دعا ہے کہ پاکستان کو ایک صحیح اور مخلص Lobbyist مل جائے جو اقوام عالم کی صف میں اپنے ملک کے ڈگمگاتے قدموں کو مستحکم کروانے کا باعث بن سکے!

قرآن کالج (الحاق شدہ)
آف آرٹس اینڈ سائنس
۱۹۱۔ اتاترک بلاک نیوگارڈن ٹاؤن لاہور
I.C.S - I.Com - F.A - F.A (G. Science)
لیٹ فیس کے ساتھ داخلے جاری ہیں
- ایک مکمل تعلیمی و تربیتی پروگرام
- بہترین ماحول' بیرون شہر طلبہ کیلئے ہوسٹل کی سہولت
- ایف اے اور آئی کام کیلئے کمپیوٹر کی بلافیس ابتدائی تعلیم
- میٹرک میں 650 سے زیادہ نمبر حاصل کرنے والے طلبہ کے لئے وظائف کی سہولت
معلومات اور پراسپکٹس کیلئے رابطہ:
فون (پرنسپل): 5833637
نگران و سرپرست: ڈاکٹر اسرار احمد زیر انتظام: مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور

شکاگو میں امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کی مصروفیات

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد آج کل تنظیم اسلامی نارتھ امریکہ کی دعوت پر امریکہ کے دورے پر ہیں۔ اس سلسلے میں وہ ۲۸/ اگست کو دو روزہ دورے پر شکاگو تشریف لائے۔ امیر محترم نے اپنے دورے کے پہلے روز تنظیم کے رفقاء اور رفیقات سے ملاقات کی۔ رفقاء اور رفیقات نے امیر محترم سے اپنا تعارف کرایا کہ وہ تنظیم میں کیسے شامل ہوئے اور اس کے بعد ان کی زندگیوں پر کیا اثرات مرتب ہوئے ہیں۔ اس تعارف سے یہ بات سامنے آئی کہ تمام رفقاء اور رفیقات تنظیم اسلامی کے نظریئے سے متفق اور اس کے مقصد سے مطمئن ہیں۔ چونکہ شکاگو کی رفیقات کی اکثریت تنظیم اور اس سے متعلق امور کی ادائیگی میں انتہائی دلچسپی رکھتی ہے لہٰذا ان کی اس خواہش پر کہ کیا ہم سینٹر کے لئے اپنی خدمات پیش کر سکتے ہیں' امیر محترم نے فرمایا کہ خواتین ستر و حجاب کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے سینٹر میں تنظیمی امور انجام دے سکتی ہیں۔ امیر محترم نے حلقۂ لاہور کی طرح امریکہ میں بھی حلقۂ خواتین کے فعال ہونے کی ضرورت پر زور دیا۔ اس کے بعد امیر محترم نے رفیقات کی جانب سے دیئے گئے عشایئے میں شرکت فرمائی۔

۲۹/ اگست کو امیر محترم نے تنظیم کے شکاگو سینٹر کی نئی عمارت کا تفصیلی جائزہ لیا اور مکتبہ کو خصوصی طور پر پسند فرمایا۔ بک سٹور کے منیجر برادر عزیز خان اور انچارج برادر مسعود صدیقی کے ساتھ ایک میٹنگ میں امیر محترم نے اس میں مستقبل میں لائے جانے والی تبدیلیوں پر بات چیت کی۔ تنظیم اسلامی شکاگو کے امیر جناب ہاشم رضا خان نے امیر محترم کو سینٹر کی رپورٹ پیش کی اور آئندہ کا لائحہ عمل طے کیا۔ اسی دن امریکہ کے سب سے بڑے اور مقبول پاکستانی اخبار ''اردو ٹائمز'' کے انٹرویو چینل نے امیر محترم کا انٹرویو کیا۔ تنظیم اسلامی نارتھ امریکہ کے ایگزیکٹو ڈائریکٹر محترم برادر عطاء الرحمٰن خان نے امیر محترم سے ملاقات کی اور ضروری امور کا جائزہ لیا۔ چونکہ تنظیم اسلامی کی ویب سائٹ کے ذریعے امیر محترم کی امریکہ آمد کی اطلاع پہنچ چکی تھی' لہٰذا لوگوں کی شدید خواہش تھی کہ ڈاکٹر صاحب کسی اجتماع سے خطاب فرمائیں۔ اس سلسلے میں نہ صرف شکاگو بلکہ انڈیانا اور اٹلانٹا سے بھی کئی فون کالز موصول ہوئیں لیکن امیر محترم کے مختصر دورے کی بناء پر کوئی بڑا اجتماع منعقد کرنا ممکن نہیں ہو سکا۔ تاہم جناب ہاشم خان نے تنظیم میں دلچسپی رکھنے والے خواتین و حضرات کے لئے امیر محترم کے ساتھ ایک تعارفی نشست کا انتظام ایک مقامی بینکوئٹ ہال میں کر رکھا تھا۔ امیر محترم نے اس پروگرام سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ عالمی نظامِ خلافت کے ضمن میں افغانستان اور پاکستان اہم کردار ادا کریں گے اور ان شاء اللہ یہ نظام قائم ہو کر رہے گا لیکن اقامت دین کی جدوجہد کو پھیلانے کے لئے ہمیں دنیا کو سیٹنا اور سکیڑنا ہو گا تب ہی یہ کام پھیل سکے گا۔ اس موقع پر ۲۰ مردوں اور دو خواتین نے تنظیم اسلامی میں شمولیت اختیار کی۔ دو افراد تنظیم میں شامل ہونے کے لئے اٹلانٹا سے خاص طور پر شکاگو آئے تھے۔ اردو ٹائمز کے شکاگو کے نمائندہ جناب طارق خواجہ نے بھی' جو امیر محترم کے معتقد ہیں اور نائب امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید کے دورۂ قرآن میں شرکت کر چکے ہیں' تنظیم اسلامی میں شمولیت اختیار کر لی۔ پروگرام کے آخر میں تمام نئے اور پرانے رفقاء اور رفیقات نے مسنون طریقے سے بیعت کی سعادت حاصل کی۔

(رپورٹ: رعنا ہاشم خان)

تنظیم اسلامی تیمر گرہ کا ایک روزہ پروگرام

۱۸/ اگست کو سدو کی جامع مسجد میں ایک روزہ پروگرام منعقد ہوا۔ تنظیم اسلامی تیمر گرہ کے امیر ۴ رفقاء کے ہمراہ نمازِ عصر سے پہلے مسجد پہنچے۔ مولانا غلام اللہ حقانی بھی تشریف لائے تھے۔ نماز کے بعد جناب محمد فہیم کے دعوتِ خطاب دی گئی۔ موصوف نے اپنی گفتگو میں عبادت کا مفہوم بیان کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے جن و انس کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا ہے اور یہ بندگی ہمہ وقت اور ہمہ جہت مطلوب ہے۔ انہوں نے قرآن مجید کی اس آیت کا بھی حوالہ دیا جس کے مطابق دین کی کچھ باتوں پر عمل کرنے اور بعض کو چھوڑ دینے پر سخت وعید آئی ہے۔ نمازِ مغرب کے بعد جناب مولانا حقانی نے فرمایا کہ آج کا انسانی معاشی تفاوت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے دوری کا شکار ہے۔ غریب دو وقت کی روٹی کے لئے بھاگ دوڑ میں مگن ہیں' جبکہ دوسری طرف مال دار اپنے اللّوں تللّوں میں مدہوش ہیں۔ لہٰذا ایک ایسے نظامِ عدل و قسط کی ضرورت ہے جس میں قرآن و سنت کے مطابق معاشی ڈھانچہ استوار کیا جا سکے۔ نمازِ عشاء کے بعد جناب محمد فہیم نے وہ حدیثِ قدسی بیان کی جس کے مطابق حضرت جبرئیلؑ کو اس شیخ مست پر بستی الٹ دینے کا حکم دیا گیا تھا جو صرف اپنے ذکر و فکر پر مطمئن بیٹھا تھا اور اللہ تعالیٰ کی حدود کو اپنے سامنے پامال ہوتا دیکھ کر بھی احتجاج نہیں کرتا تھا۔ دوسرے روز نمازِ فجر کے بعد مولانا حقانی نے سورۃ الفاتحہ کا درس دیا۔ ناشتہ اور نمازِ اشراق کے بعد یہ پروگرام اختتام کو پہنچا۔ (رپورٹ: شاہ وارث)

تنظیم اسلامی حلقہ سندھ (زیریں) کا مظاہرہ

۱۴/ اگست کو بعد نمازِ عصر سبیل والی مسجد گرومندر سے ایک پُرامن مظاہرے کا آغاز ہوا' جس کی قیادت حلقہ کے ناظم جناب انجینئر نوید احمد نے کی۔ انہوں نے رفقاء کو نظم برقرار رکھنے کی تاکید کی اور اس ضمن میں چند ضروری ہدایات دیں۔ مظاہرے میں ساتھیوں نے متعدد بینرز اٹھا رکھے تھے جن پر پاکستان کی ۵۴ سالہ تاریخ کے تلخ حقائق کی نشاندہی کی گئی تھی۔ مظاہرے کے دوران مسلمانانِ پاکستان کو دعوتِ فکر دینے کے لئے تقریباً آٹھ ہزار ہینڈ بلز تقسیم کئے گئے جن میں ان کوتاہیوں کو نمایاں کیا گیا تھا جو حصولِ آزادی کے بعد ہم سے سرزد ہوئیں۔ ان میں اسلام کے عادلانہ نظام کے نفاذ میں ناکامی' وطن عزیز کی تقسیم' رسم و رواج اور ثقافت میں ہندوانہ طور طریقے اختیار کر کے دو قومی نظریہ کی نفی' لسانی اور مذہبی بنیادوں پر قتل و غارت گری' اربوں روپے کے قرضوں کے عوض ورلڈ بنک اور آئی ایم ایف کی غلامی' کرپشن اور لوٹ مار میں ہوش ربا اضافہ' عریانی و فحاشی کی اشاعت شامل ہیں۔

مظاہرے سے خطاب کرتے ہوئے جناب انجینئر نوید احمد نے کہا کہ جدوجہد آزادی کا اولین مقصد ''نظامِ اسلام'' کا نفاذ تھا مگر افسوس کہ ہم نے قیام پاکستان کے بعد سے مسلسل اپنے مقصدِ حقیقی سے صرفِ نظر کیا۔ موجودہ نازک صورت حال میں روایتی طریقوں سے '' جشن آزادی'' منانا ہمیں قطعاً زیب نہیں دیتا۔ جناب حنیف خان نے مظاہرین کی ایک خاص طریقے سے صف بندی کی جبکہ جناب شجاع الدین شیخ نے شرکاء کو نعرے لگانے کی مشق کرائی۔ اس کے بعد مظاہرین فلک شگاف نعرے لگاتے ہوئے نمائش چورنگی تک پہنچے۔ نمائش چورنگی پر یہ پُرامن مظاہرہ جاری تھا کہ پولیس نے اپنی ''اعلیٰ فرض شناسی'' کا مظاہرہ کرتے ہوئے مداخلت کی اور دفعہ ۱۴۴ کا حوالہ دے کر ناظمِ حلقہ سے مظاہرہ ختم کرنے کو کہا۔ تمام ساتھی لوگوں میں ہینڈ بلز تقسیم کرتے ہوئے واپس روانہ ہوئے اور یوں یہ مظاہرہ مغرب کے وقت گرومندر چورنگی پر اختتام پذیر ہوا۔ حلقہ کے معتمد جناب محمد سمیع نے اختتامی دعا کرائی۔ (رپورٹ: عبدالمصور سلیمان)

چھ روزہ دعوتی پروگرام کی روداد

از: چوہدری رحمت اللہ بٹر' مرکزی ناظم دعوت و تربیت

تنظیم اسلامی کی دعوت کو عام کرنے اور اس کے فکر کو متعارف کروانے کی غرض سے مرکز کے تحت جو چھ روزہ دعوتی پروگرام ترتیب دیئے گئے' ان میں سے تیسرا پروگرام حلقہ پنجاب (غربی) کے رفقاء کے لئے جوہر آباد/خوشاب کے لئے معین تھا۔ چنانچہ راقم نائب امیر تنظیم اسلامی جناب حافظ عاکف سعید اور ناظمِ اعلیٰ جناب ڈاکٹر عبدالخالق کی معیت میں ۱۸/ اگست کو فیصل آباد پہنچا۔ فیصل آباد میں ہفتہ اور اتوار کے لئے کچھ پروگرام ترتیب دیئے گئے تھے۔ ان میں شرکت کے بعد فیصل آباد سے چند رفقاء کے ہمراہ سرگودہا کے لئے روانگی ہوئی۔ سرگودہا سے مزید ساتھیوں کو ساتھ لے کر یہ قافلہ بعد نماز مغرب جوہر آباد پہنچا۔

جوہر آباد کے رفقاء کی اکثریت شوگر مل میں ملازم ہے اور اس کی کالونی میں رہائش پذیر ہے۔ چنانچہ آمد کے فوراً بعد ہی شوگر

مل کالونی کی مسجد میں پہنچے اور فیصلہ کیا کہ کل قرآن مجید کی ہدایت اور انسانیت کے لئے اس کے پیغام پر خطاب ہوگا۔ سوموار کو صبح ساڑھے نو بجے رفقاء کو مختلف گروپس میں تشکیل دے کر بازار میں دعوت دی گئی۔ ساتھ ہی بعض حضرات کو کچھ تعارفی لٹریچر بھی دیا گیا۔ اس دوران میں راقم اکاؤنٹس آفس گیا۔ وہاں لوگوں سے ملاقات کی اور تنظیم کا تعارف کروایا۔ خطابات کے لئے مسجد ڈسٹرکٹ کورٹس اینڈ ایس پی آفس میں پروفیسر خان محمد، مسجد بیت المکرم میں ملک احسان الٰہی اور ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفس میں جناب بشیر احمد کو مقرر کیا جبکہ خود اکاؤنٹس آفس کی مسجد میں خطاب کیا۔ تمام مساجد میں پروگرام شروع ہو گیا جو تین دن تک جاری رہا۔ اس میں تنظیم کی دعوت اور طریق کار بیان کیا گیا۔ بعد نماز مغرب جوہر آباد کے مرکز تنظیم میں بیان ہوا۔ رفقاء کے علاوہ ۲۰ افراد نے شرکت کی۔ بعد نماز عشاء شوگر مل کی مسجد میں عبادت رب کے موضوع پر مفصل خطاب کیا۔ نمازِ فجر کے بعد ملک احسان الٰہی نے ایک دوسری مسجد میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ہمارے تعلق کے موضوع پر بیان کیا۔ اس دن پھر بازار میں جا کر دعوت دی گئی اور بعد نماز مغرب شہادت علی الناس کے موضوع پر خطاب کیا گیا۔ آج حاضری پہلے کی نسبت زیادہ رہی۔ بعد نماز عشاء پھر شوگر مل کی مسجد میں خطاب ہوا۔ اگلے دن ظہر کی نماز کے بعد چار مساجد میں منہج انقلاب پر خطاب ہوا۔ سرگودہا سے مزید کچھ حضرات تشریف لے آئے۔ پھر بازار میں گشت کیا اور بعد نماز مغرب طریق انقلاب پر خطاب ہوا۔ لوگوں کی تعداد میں مزید اضافہ ہوا۔ شوگر مل کی مسجد میں بھی اسی موضوع پر خطاب کیا۔ وہاں حاضری تینوں دن اوسطاً ۸۰ رہی۔ قریبی قصبہ ہڈالی کی تین مساجد میں خطاب کیا گیا اور تنظیم کو متعارف کروایا گیا۔

جمعرات کو خوشاب روانگی ہوئی۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث کے قائد میاں عطاء الرحمٰن طارق سے ملاقات کر کے مسجد میں رہائش کی اجازت لی۔ مولانا حسین احمد مدنی کے شاگر مولانا بشیر احمد سے ملاقات کے دوران مسجد ضرب الاسلام اور مسجد قریشیاں میں خطاب کی اجازت لی۔ نماز ظہر کے بعد مرکزی مسجد اہل حدیث میں خطاب کیا۔ بعد نماز مغرب رفقاء نے امت مسلمہ کی ذمہ داریاں کے موضوع پر تین مساجد میں خطاب کیا۔ اگلے دن بعد نماز فجر دو مساجد میں درس ہوا۔ جمعہ کے خطابات جوہر آباد اور خوشاب کی مساجد میں دیئے گئے۔ بعد نماز عصر ایک مسجد میں خطاب ہوا اور بعد نماز مغرب تین مساجد میں خطابات ہوئے۔ ایک خطاب ایک ساتھی فیصل کی معرفت ہوا جہاں تقریباً ۵۰ افراد موجود تھے۔ تمام جگہوں پر دین کے تقاضوں کو بیان کیا گیا اور لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا۔ نماز عشاء سے پہلے واپسی کا سفر شروع ہوا اور سرگودہا میں رات گزارنے کے بعد صبح کو تمام ساتھی اپنے گھروں کے لئے روانہ ہو گئے۔ سرگودہا اور جوہر آباد کے ساتھیوں نے بھرپور نصرت کی۔ ناظم ذیلی حلقہ اور تنظیم اسلامی سرگودھا کے امراء نے بھی کافی معاونت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ تنظیم کے مزید ساتھیوں کو دعوتی اور تعارفی پروگراموں میں شرکت کے لئے وقت نکالنے کی توفیق دے تاکہ دین کا پیغام عام لوگوں تک پہنچ پائے

تنظیم اسلامی لاہور (چھاؤنی) کا ماہانہ دعوتی اجتماع

یہ اجتماع ۲۵ اگست کو بعد نماز مغرب والٹن میں منعقد ہوا۔ جناب حبیب الرحمٰن نے تلاوت قرآن پاک کی سعادت حاصل کی۔ سٹیج سیکرٹری جناب عابد قریشی نے نظام خلافت راشدہ کے ثمرات پر تفصیلی روشنی ڈالی۔ پروگرام کے مقرر خصوصی جناب محمد مبشر نے فرمایا کہ پاکستان اسلام کے نظریہ کے تحت قائم کیا گیا تھا۔ اس کے لئے لوگوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔ لیکن قیام پاکستان کے بعد ہمارے لیڈر اس نظریے کو بھول گئے اور اب یہ حال ہو چکا ہے کہ اسلام کی طرف پیش رفت نہ ہونے کے سبب پوری قوم منتشر ہو چکی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اللہ سے کئے ہوئے وعدے کے مطابق پاکستان میں اسلام کو بطور نظامِ حیات نافذ کریں۔ یہ اسلامی انقلاب حضور ﷺ کے طریق پر منظم جدوجہد کے ذریعے ہی ممکن ہے۔ پروگرام کے اختتام پر تنظیم اسلامی لاہور (چھاؤنی) کے امیر جناب بریگیڈیئر (ر) غلام مرتضیٰ نے سورہ آل عمران کی آیت ۱۰۳ کی روشنی میں فرمایا کہ ہمیں قرآن پاک سے اپنا تعلق مضبوط کرنا چاہئے کیونکہ یہی اللہ کی وہ رسی ہے جس کو تھام کر ہم ایک عظیم قوت بن سکتے ہیں۔ نماز عشاء سے قبل دعا پر یہ محفل اختتام پزیر ہوئی۔ (رپورٹ: وسیم احمد)

تنظیم اسلامی لاہور (شرقی) کا بے حیائی کے خلاف احتجاجی پروگرام

۲۸ جولائی کو کلچرل کمپلیکس قذافی سٹیڈیم میں ''سکھ بیر شہزاد رائے نائٹ'' کے نام سے موسیقی کا پروگرام منعقد ہوا۔ تمام میڈیا پر اس کی پبلسٹی نہایت بھرپور انداز میں کی گئی تھی۔ تنظیم اسلامی لاہور (شرقی) کے فعال رفقاء نے اس موقع پر ''نہی عن المنکر باللسان'' کے حوالے سے ایک پروگرام ترتیب دیا۔ چار ہزار کی تعداد میں ہینڈ بل شائع کئے گئے جن پر گانے بجانے کی حرمت کے متعلق احادیث درج تھیں۔ اسی مضمون کے دو عدد بینرز بھی تیار کئے گئے۔ نہی عن المنکر کا یہ پروگرام رات سوا نو بجے سے ڈیڑھ بجے تک جاری رہا۔ رفقاء تنظیم نے پروگرام میں آنے اور جانے والے لوگوں کو ہینڈ بل تقسیم کئے۔ بہت سے لوگوں نے ہماری اس کاوش کو سراہا اور کہا کہ آپ لوگ واقعتا برائی کے خلاف جہاد کر رہے ہیں جبکہ بعض لوگوں نے انتہائی ناگواری کا اظہار کیا۔ پنجاب پولیس کے جوانوں نے بھی اس مہم میں کئی مقامات پر خلل ڈالا۔ اس پروگرام کے اختتام پر اندازہ ہوا کہ بہت سارے لوگ محض غفلت کی بنا پر لہو ولعب میں مست ہیں اور اگر ان کو یاد دہانی کروائی جائے تو ان میں توبہ و پشیمانی کا مادہ پیدا ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نہی عن المنکر کے کاموں میں استقامت عطا فرمائے۔ آمین! (رپورٹ: شاہد اقبال)

[illegible]

پندرہ مارچ سے جاری قرآن کلاس میں، جس کا دورانیہ ایک گھنٹہ تھا، روزانہ راقم نے تدریس کے فرائض سرانجام دیئے۔ سورۂ بقرہ پر اس کا اختتام ہوا۔ خواتین کی کلاس میں فاضلہ مقررہ بیگم اختر خان نے مدرس کے طور پر سورۂ نساء تک ترجمہ پڑھایا اور ضروری تشریحات بھی روشناس کرائیں۔ یہ سلسلہ ہفتہ میں پانچ روز تا حال جاری ہے جبکہ رفقائے اسرہ مغل پورہ نے اول الذکر قرآن کلاس کو جاری رکھنے کا عزم کیا ہے۔ خواتین کلاس دعوتی نقطہ نظر سے بالخصوص تنظیم و تربیت اور توسیع کے حوالے سے ایک سنگ میل ثابت ہوگی۔ یہ سارا سلسلہ رفیق تنظیم جناب محمد شفیع کے مکان پر جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اجر عظیم سے نوازے! رابطہ برائے قرآن کلاس: A/۲۰۱، تاج پورہ سکیم، لاہور۔
فون: ۶۵۴۹۹۸۲، ۶۵۴۰۲۹۹ (مرتب: حافظ محمد اشرف)

اسرہ بہاول نگر و منچن آباد کی ماہانہ شب بسری

۱۸/ اگست کو بعد نماز مغرب امیر حلقہ جناب منیر احمد کے درس قرآن سے شب بسری کا آغاز ہوا۔ درس کا مرکزی مضمون سورہ توبہ کی ان آیات پر مشتمل تھا جن میں جہاد فی سبیل اللہ سے گریز کرنے پر منافقین کے لئے سخت وعید کے الفاظ آئے ہیں۔ درس کو ۲۴ مرد حضرات اور ۵ خواتین نے پورے انہماک سے سنا۔ نماز عشاء اور کھانے سے فراغت کے بعد پہلے جناب رمضان نے اور ان کے بعد شب بسری کے ناظم جناب ذوالفقار علی نے درس حدیث دیا۔ ۱۱ بجے آرام کا وقفہ دیا گیا۔ ۳ بجے تہجد کے بعد نماز کی درستگی کے بارے میں بیان ہوا۔ بعد نماز فجر راقم نے منتخب نصاب کے حوالے سے سورۂ حم سجدہ کی آیات ۳۰ تا ۳۶ کا درس دیا۔ اس طرح صبح تقریباً ۶ بجے شب بسری کی یہ محفل اپنے اختتام کو پہنچی۔ اس میں کل سات افراد نے شرکت کی۔ (رپورٹ: محمود اسلم)

باجوڑ میں یوم آزادی کا پروگرام

الصدیٰ پبلک سکول میں یوم آزادی کا ایک پروگرام منعقد ہوا جس کا اہتمام تنظیم اسلامی باجوڑ نے کیا تھا۔ تقریب کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ سکول کے ہونہار طلباء نے تقاریر اور ہلکے پھلکے خاکے پیش کئے، جن میں پاکستان کے داخلی نظام کے مختلف کرداروں کو تنقید کا نشانہ بنایا گیا۔ تقریب کی صدارت سکول کے پرنسپل جناب گل رحمٰن نے کی جبکہ مہمان خصوصی حلقہ سرحد (شمالی) کے ناظم دعوت جناب غلام اللہ خان حقانی تھے۔ اس موقع پر سکول کے اساتذہ کرام اور طلباء کے والدین کے علاوہ علاقہ کے عوام بھی کافی تعداد میں موجود تھے۔ مہمان خصوصی نے تحریک پاکستان کی تاریخی پس منظر کو بڑے اچھے انداز میں اجاگر کیا۔

infected the Taliban with an inferiority complex. The cornered Taliban are advised not to even counter the Western propaganda let alone making a statement in support of the Palestinians or Kashmiris. The Taliban need to realise and recognise their power.

It might be news for many that the CIA supported Pakistanis are the actual men behind the Taliban guns. They advise the Taliban on issues like banning all the electronic media sources, which the same apparently pro-Taliban agents are so openly using in Pakistan for consolidating the Taliban's image as the strictest regime. One famous newspaper, published from Pakistan, prints pro-Islam news of Afghanistan with much fervour, but ignores all anti-Islam developments in Pakistan. None of the reporters from around the world was allowed to photograph Bamiyan Buddha at the time of its destruction except this newspaper. Its mission is not to project Islam or persuade others for Jihad but to indirectly show how conservative the Taliban regime is. This is a flourishing business in the name of assisting the Taliban. Millions of dollars are collected from Pakistan under this banner. However, compared to the hundreds of publicity signboards, their actual assistance on the ground in Afghanistan is negligible.

As for the second objective relating to Afghanistan and Pakistan, the US is gradually building up animosity between the two people. Just an hour at the border crossing at Torkham is sufficient to show how the merciless beating of the Afghans by the Pakistani border guards is sowing the seeds of hatred in the hearts of Afghans. **The border guards are now making millions from the poor Afghans who are keen to cross the boarder. From the daily psychological degradation and humiliation at the Nasir Bagh camp and Torkham to the assistance in enforcing and monitoring UN sanctions, Pakistan is actively involved in implementing US agenda at a great future cost.**

The US is now clearly building towards some military action against the Taliban government. Apparently, it is a "Get Osama" adventure. Whereas in reality it is the undeclared "counter Islam" mission in the almost widely accepted garb of a "Get the Taliban" policy. UN, European allies, the so-called Northern Alliance, Tajikistan, paid religious agents from Pakistan, secular writers and Pakistani government are the main actors effectively playing their role in the US game. The objective of placing UN Monitors in Pakistan is not to monitor enforcement of the sanctions alone - but to play a wider role on the pattern of UNSCOM and also to create internal rifts within Pakistan over the issue -- a policy of killing many birds with one stone.

The tragedy is that even those, who agree that the US should stop its aggressively interventionist approach, conclude their comments with the brain washed statements that the Taliban are "obscurantist." They fail to take advantage of the proximity of Afghanistan to go there and see for themselves if what they copy from the Western analysts is true on the ground in Afghanistan. The Taliban are far more cautious compared to the US behaviour of declining to sign a world treaty on security or the global environment every other weak, or threaten to withdraw from one it has already signed. The U.S. routinely refuses to sign or ratify numerous human rights-related treaties and conventions, and at other times, actually violates internationally agreed upon human rights standards. Still, Taliban are the criminals and US has the right to punish them.

We are losing a historic opportunity to test the validity of western propaganda for ourselves. Afghanistan is neither a war zone nor too far away for the media people in Pakistan to conveniently visit. We prefer to rely on lectures and reports from the Western sources. On August 31, 2001, Karl Inderferth, lectured us from 12,000 miles through the pages of daily the News that the Taliban have "declared war on religion." We prefer Mr. Inderferth telling us that the so-called Aid workers "were working to provide food and medical assistance to people facing famine and dislocation" rather than publishing someone who personally visit Afghanistan and find out the truth from the people directly involved in the controversy. What else do we need to understand that they were not "aid workers"? They were Christian missionaries in the garb of aid workers. Otherwise what were they doing with the Pashto and Dari Translations of the Bible and other Christian books (see the picture of such material in the Statesman, August 28, page 3)?

The peace and law and order situation in the Taliban controlled areas, the rate of development work in progress, mass acceptance of the Taliban rule, any many other evidences expose the hypocrisy of US-UN sanctions on the Taliban on the one hand and the continued U.S. Security assistance to Israel on the other. No international monitors are needed in the occupied territories where Israel has taken lives of 500 Palestinians in the last eight months. No one shall even condemn Israel for its racist approach. The U.S. military-related assistance to Israel will total $1.98 billion in 2001, and is scheduled to increase by $60 million each year as part of an ongoing plan that will total more than $50 billion in U.S. military aid by 2008. **The shameful aspect of this story is that Pakistan has served the US more than Israel and it is now inching toward playing an even bigger role of undermining Islam with the only possible 'reward' of losing its sovereignty and subsequently its existence as a nation state.**

The internal traitors have always been the cause of Muslim defeat. We have a track record of playing in foreign hands. To avoid a get together in common grave, both Pakistan and the Islamic Emirates of Afghanistan need to recognise the Zionist sponsored black sheep in the garb of Muftis, strategic analysts and shrewd diplomats among their ranks and stop following their advice.

* * *

Vol : 10 Regd. CPLNo. 127 No. 33
WEEKLY NIDA-I-KHILAFAT LAHORE

View Point

Abid Ullah Jan

Diggers of a common grave.

A detached view of the on going situation reveals that with the current Pakistani policies of appeasement, biased approach of the press and sell outs in religious and political circles, we are digging a common grave for Pakistan, Afghanistan and the undermined Islam. **Pakistan is set to lose the remaining Afghan sympathies and the fruits of its more than two decades of self-less assistance to the Afghan brothers**. Both the Taliban and Pakistani officials need to look for black sheep in their ranks, thoroughly reassess their performance and say good buy to short term strategic interests in favour of protecting Islam from being undermined by the US and its allies under different pretexts.

Some ex-communist comrades, like Imtiaz Alam of daily the News are raising the point that the defence of Taliban is not synonymous with Pakistan's security. They ask: "Is the impending showdown with the world getting closer and, if so, is it worth taking? ... Or will Pak-land become another victim to Iraq-like horrendous therapy, as our adventurists and ideological anarchists so strongly wish (a death-wish, perhaps)?" These are sign of a defeated mentality in need of a reminder that we are not supposed to gladly accept all nonsense just because of the fear that Pakistan would become "another victim to Iraq-like horrendous therapy." The target of the western alliance is not the Taliban but the prospects of Islam ruling the world. There is no show down with the world except the US and a few of its allies. And of course, this is worth taking for shattering the myth of their might.

In fact, the internal forces that have joined hands to dig the Taliban's grave are unconsciously digging a common grave. Unlike the Indian and Israeli sponsored "Northern Alliance," the Taliban do not want the Pakistan "to succumb to its ideological model." **Actually, the same pro- Indian secularists and ex-communists are undermining the ideological foundation of Pakistan**. They get full western support and a wider space in the English press. It is utter injustice to put all the burden of "rouge indisposition" on the shoulders of the Taliban and close our eyes to the madness of the UN and US double standards. Of course, the Taliban care more for the security of Pakistan than the US and its allies. However, if the present trend continued, Pakistan may soon lose the fruits of its assisting the Afghans in all possible ways over the past 21 years.

Biased analysts like Imtiaz Alam represent the defeated mentality of the ex-comrades. In August 31st edition of daily the News he nervously asks: "Should an attack on Afghanistan by the UN-sanctioned coalition, after sanctions fail to bring it to senses, be considered as an attack on Pakistan? If so, who is asking to make Pakistan another Iraq, if not the defenders of Taliban?" **We may not afford to confront a grand coalition that unjustly decides to attack Afghanistan. However, we certainly afford to tell the truth about what is actually going on in Afghanistan. The fear of grand coalitions shall not deter us from exposing the fact that Osama and the Taliban just happen to be the smokescreens for actually discrediting Islam for the foreseeable future.**

As far the Taliban's crime goes, a careful detail of the Taliban's criminal record in almost every anti-Taliban propaganda piece does not list anything more than the destruction of statues, refusal to hand over Osama, status of women, and trial of the "aid workers." They consider these "crimes" are good enough to label the Taliban as "barbarians." No comparisons are made with the US Israeli aggression and genocidal campaigns. The "International community" does not feel the need to form an anti-Israel coalition, nor is the UN under any obligation to put an embargo on Israel for its aggression, occupation and repression that have been in progress since 1948. Almost all of us have started looking at the Taliban only through the jaundiced eyes of the western media. **The Taliban have not become a national security challenge for Pakistan. Instead, the hidden Pakistani conspirators with an influence over the Taliban policies , are undermining Pakistan's future together with Islam in their bid to play a role for the CIA in rooting out the Taliban.**

The people who provided Lashkar-e Jhangvi with the fatwa to kill Shiite have become the great councillors to the Taliban and also enjoy popular support in Pakistan for their humanitarian work. The avowed seculars and anti-Taliban crusaders cannot hurt the Taliban as much as these people in the garb of grand Muftis and Humanitarians. These people are pawns of the US two-point agenda in relation to the Islamic threat: One, to discredit the Taliban to the extent that everything associated with Islam becomes abominable. Secondly to financially, militarily and diplomatically weaken Pakistan to the extent of mortgaging its nuclear capability and following every command from Washington.

Washington has successfully carried out the crusade to tarnish the image of Islam as a complete code of life. The CIA and Zionists paid sell-outs in the garb of religious scholars and multi-million dollar support organisations have put the Taliban on the back foot. On the ill advice of such agents, the Taliban have become extremely defensive in their words and deeds. They have even restricted the Arab dissidents living in Afghanistan from making any public statement. The West is free to put dissidents of the Islamic Emirates of Afghanistan on public display, but the Taliban are advised by their "friends" not to let the Arabs speak. These consultants have